Regd No P.67
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

جلد ۱۰ | ۸ ہجرت ۱۳۴۰ ہش ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ ۸ جون ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ جون ربوہ بوقت ۸½ بجے صبح (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی سر درد کو بھی افاقہ رہا شام کو کچھ بے چینی کی شکایت ہو گئی رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے۔

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفائے کامل و عاجل اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۷ جون محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

یورپ کے احمدیہ مشنوں میں عید الاضحی کی بابرکت تقریب

ہمبورگ، زیورچ، کوپن ہیگن، لنڈن اور ہیگ میں نماز ادا کی گئی

عید کی تقریب میں یورپ کے نومسلم احمدیوں کے علاوہ متعدد ملکوں کے مسلم احباب اور سربرآوردہ حضرات کی شرکت

امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ کو مشرق و مغرب کے ممالک میں قائم شدہ احمدیہ مشنوں اور مساجد میں عید الاضحی کی تقریب پورے اہتمام سے منائی گئی۔ یورپ کے شہروں میں سے ہمبورگ، زیورچ، کوپن ہیگن، اوسلو، لنڈن اور ہیگ میں جہاں احمدیہ مشن قائم ہیں عید الاضحی کی نماز ادا کی گئی۔ جس میں ہر جگہ کے نومسلم احمدی احباب کے علاوہ متعدد ملکوں اور قوموں کے مسلمان احباب اور دیگر سربرآوردہ حضرات نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں اس موقعہ پر منعقدہ استقبالیہ تقاریب میں خاص مہمانوں کی حیثیت سے غیر مسلم زعماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اس موقعہ پر ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ اور اسلامی تعلیم کی افضلیت ان پر واضح کی گئی۔ ان ممالک کے اخبارات اور ریڈیو نے عید کی تقاریب کو خاص اہمیت دی۔ اور ان کے متعلق خبریں شائع اور نشر کرنے کے علاوہ بعض ملکوں میں عید کی تقریب کے مناظر ٹیلیویژن پر بھی دکھائے گئے۔ یورپ کے احمدی مشنوں کی طرف سے عید الاضحی کی تقریب سے متعلق جو اطلاعات بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:-

ہمبورگ (مغربی جرمنی)

مسجد احمدیہ ہمبورگ کے امام مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مطلع فرماتے ہیں۔

"احمدیہ مسجد ہمبورگ میں عید الاضحی کی تقریب اہتمام سے منائی گئی۔ امسال بفضلہ تعالیٰ مختلف ملکوں کے مسلمان غیر معمولی طور پر زیادہ تعداد میں نماز پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ اخباری نمائندوں اور ٹیلیویژن نے ہماری عید کی تقریب کو خاص اہمیت دی۔ خطبہ میں خاکسار نے قربانی کی اہمیت اور اسلام کی بنیادی عبادتوں پر زور دیا۔ تمام مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ دوپہر کو ایک خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں متعدد نامور شخصیتوں نے شرکت کی۔"

زیورچ (سوئٹزرلینڈ)

مبلغ سوئٹزرلینڈ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:-

"زیورچ کے احمدیہ مشن میں عید الاضحی کی تقریب منائی گئی۔ خاکسار نے نماز پڑھانے کے بعد خطبہ میں قربانی کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی روح اور جذبہ کو واضح کیا۔ جو عید الاضحی منانے کے پیچھے کارفرما ہے۔ نیز بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں مبعوث ہو کر قربانی و ایثار کا کامل ترین نمونہ دکھایا۔ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانی پیش کرنے کی یہ روح کس طرح آپ کے بعد بھی اسلامی تاریخ میں کارفرما رہی اور اس کے نہایت شاندار نتائج رونما ہوئے۔ خطبہ میں اس امر پر بھی زور دیا کہ آج دنیا جن مسائل سے دوچار ہے۔ اس کا خاطر خواہ حل اسلام کی پیشکردہ تعلیم میں ہی مضمر ہے۔ مزید برآں احمدیوں کو تلقین کی کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی عظیم الشان قربانی کو مشعل راہ بنائیں۔ اور اسلام کی آخری فتح کو قریب سے قریب تر لانے کی مقدور بھر کوشش کریں بعد ازاں دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا جس میں بہت سے مہمان شریک ہوئے۔"

کوپن ہیگن (ڈنمارک)

مبلغ سکنڈے نیویا مکرم کمال یوسف صاحب مطلع فرماتے ہیں:-

کوپن ہیگن اور اوسلو دونوں شہروں میں عید الاضحی کی نماز ادا کی گئی۔ کوپن ہیگن میں نماز عید کا انتظام پارلیمنٹ ہاؤس کے احاطہ میں کیا گیا تھا۔ جس میں مقامی احمدیوں کے علاوہ انٹرنیشنل کانگرس آف کامرس میں شرکت کرنیوالے متعدد ممالک کے مسلمان نمائندوں نے بھی شرکت کی ان میں مراکش متحدہ عرب جمہوریہ افریقہ کے بعض دیگر ممالک نیز مڈغاسکر اور پاکستان کے نمائندے شامل تھے پریس میں اس تقریب کی اشاعت کے علاوہ سویڈن کے ٹیلی ویژن پر بھی اس کے مناظر دکھائے گئے۔ اوسلو میں یوگوسلاویہ مصر سویڈن اور ڈنمارک کے مسلمانوں، بعض پروفیسروں اور طلبہ نیز متحدہ عرب جمہوریہ اور انڈونیشیا کے سفارت خانوں کے ممبران اسٹاف نے شرکت کی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ شام کو مسلمان ملکوں کے نمائندوں نے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی جس میں ہماری جماعت کو خاص طور پر مدعو کیا گیا۔

لنڈن (انگلستان)

نائب امام مسجد لنڈن مکرم بی۔ اے رفیق صاحب لنڈن سے اطلاع دیتے ہیں:-

"عید الاضحی مسجد فضل لنڈن میں ۲۵ مئی کو منائی گئی۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ان میں نائیجیریا گھانا، مشرقی وسطی سائپرس اور ملایشیا کے مسلمان شامل تھے۔ امام مسجد لنڈن مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب نے خطبہ پڑھا آپ نے اسلام میں قربانی کی اہمیت کو واضح کیا۔ مشن کی طرف سے سب مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔"

دی ہیگ (ہالینڈ)

مسجد احمدیہ ہیگ کے امام مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مطلع فرماتے ہیں:-

"عید الاضحی کی تقریب اور دعوت طعام میں لوگ بکثرت شریک ہوئے۔ مسجد مہمانوں سے پوری طرح بھری ہوئی تھی۔ خطبہ عید میں قربانی کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اخباروں اور ریڈیو کے نمائندے بھی آئے ہوئے تھے۔" (الفضل ۱۴ جون)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی (کی صحت)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت ایک لمبے عرصہ سے خراب چلی آتی ہے اس سلسلہ میں اخبار الفضل میں جو تازہ رپورٹ شائع ہوئی وہ حسب ذیل ہے:-

"لاہور ۲ جون حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت ابھی تک ناساز رہی ہے۔ انتڑیوں میں تکلیف ہے کمزوری بہت ہو گئی ہے یکم جون کو ڈاکٹروں نے معائنہ کیا تھا اب دوبارہ معائنہ کیا جائے گا۔ اور ایکسرے بھی دوبارہ لیا جائے گا۔

احباب جماعت حضرت میاں صاحب موصوف کی کامل و عاجل صحت یابی کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایک غیر مبائع سب جج صاحب کے "تاثرات قادیان" کی حقیقت

اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۱۷/۵/۶۱ میں "تاثراتِ قادیان" کے عنوان سے ایم۔ اے محمد صاحب ریٹائرڈ سب جج گیا بھارت کا مضمون شائع ہوا ہے۔ یہ معمر غیر مبائع دوست ماہ اپریل ۱۹۶۱ء میں اپنے نوجوان بیٹے کے ہمراہ قادیان تشریف لائے تھے۔ ہفتہ عشرہ قیام کے بعد واپس چلے گئے۔ اور زیر نظر تاثرات اس سفر قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے دوسروں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایسی باتیں تحریر کی ہیں۔ جو سراسر مبالغہ آمیز اور خلاف واقعہ ہیں اصل بات کو واضح کرنے کے لئے ان کی حقیقت مختصر طور پر پیش کی جاتی ہے:۔

صاحب موصوف نے اپنے مضمون کا آغاز اس طرح کیا ہے:۔

"ہم قادیان اس خیال سے گئے تھے کہ مسیح موعودؑ کے مزار کی زیارت کریں اور وہاں رہ کر یہ پتہ لگائیں کہ آیا اس کا موقعہ ہے یا نہیں کہ ہندوستان میں قادیان کو مرکز بنا کر ہماری جماعت تبلیغ اسلام کرے چنانچہ ہم نے قادیانی انجمن کے سیکرٹری کو مطلع کر دیا تھا کہ ہم ان کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن قادیان میں زیارت کے خیال سے آنا چاہتے ہیں۔

وہاں جانے پر ہمارا چند احباب سے ملاقات ہو گئی جو ہمیں پہلے سے جانتے تھے۔ ان لوگوں سے غالباً یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ہم لاہور کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ہم لاہوری ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے گئے اور تبلیغ کی بھرمار کر دی گئی۔ تبلیغ کس بات کی؟ اس بات کی کہ جب تم احمدی ہو تو مسیح موعودؑ کی رسالت اور نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ مصلح موعود پر بھی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے پر بھی ایمان لانا لازمی ہے"۔

تضاد خیال اور پریشان حالی مضمون کے اس حصہ سے ظاہر ہے۔ صاحب تاثرات ایک طرف بزعم خود قادیان کو مرکز بنا کر ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا کام جاری کرنے کا جائزہ لینے کے لئے گئے ہیں۔ اور اپنی یہ حالت ہے کہ اپنے معتقدات و خیالات کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یا کم سے کم یہ تمنا رکھتے ہیں کہ ان کے عقائد کسی پر ظاہر نہ ہونے پائیں۔ اور وہ بھی قادیان کے خالص احمدی ماحول میں حالانکہ اگر وہ کسی غیر احمدی یا غیر مسلم ماحول میں جاتے تو بھی ایک سچے احمدی کی شان کا تقاضا تھا کہ کیا بلحاظ زبانی تبلیغ کے اور کیا بلحاظ عملی نمونہ کے اپنی احمدیت کو ہرگز ہرگز نہ چھپاتے۔

ماسوا اس کے موصوف کا قادیان میں آکر اس جگہ کو "تبلیغ اسلام کا مرکز بنانے" کا جائزہ لینا و اتفاقی پہلو سے اپنے ہمسایوں پر رُعب جمانے اور خدمت اسلامی کی ڈینگیں مارنے کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا ــــ کیونکہ موصوف جتنے دن قادیان میں ٹھہرے اس بارہ میں کسی ذمہ دار شخص سے انہوں نے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ اگر وہ ایسا ارادہ لے کر آتے تو یقیناً اس جگہ کے کسی ذمہ دار شخص سے اس کا ذکر کرتے۔ پس یا تو یہ امر بعد کی ایجاد ہے۔ جس کا تانا بانا قادیان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے بُنا گیا ہے۔ یا پھر تبلیغ اسلام کے نام پر قادیان میں خفیہ طور پر پیغامیت کا اڈا بنانے کا منصوبہ سوچ کر آئے۔ تبھی تو دل سے اس بات کے متمنی رہے کہ موصوف کی پیغامیت کا قادیان میں کسی پر اظہار نہ ہو۔ مگر موصوف نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ قادیان کی زمین اس کے لئے سازگار نہیں۔ چنانچہ غیر شعوری طور پر یہ بات انہی کے قلم سے نکل گئی کہ

"میرے خیال میں قادیان میں کسی مسلمان کے لئے عموماً اور احمدی کے لئے جو مصلح موعود پر ایمان نہ رکھتا ہو خصوصاً مرکز قائم کرنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں"۔

علاوہ ازیں قادیان میں پیغامی خیالات پر تبادلۂ خیالات کرنے والوں کے مقابل پر موصوف کی معقول دلائل سے تہی دامنی اور صحیح جوابات کی راہ میں بے بسی کا حال موصوف کی اسی عبارت سے ظاہر ہے کہ

"یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم احمدی ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے اور تبلیغ کی بھرمار کر دی گئی ۔۔۔ الخ"

غور فرمایئے اپنے صحیح خیالات کو مدلل رنگ میں پیش کرنے میں کیا قباحت ہے۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ جس چیز کو وہ حق سمجھتا ہے دوسروں کو بھی اس سے آگاہ کرے یہ تو اپنے بنی نوع کے ساتھ ہمدردی کا اصل تقاضا ہے۔ اور اسی کے مطابق ہر زمانہ میں روحانی جماعت حق کی طرف دعوت دیتی اور الٰہی پیغام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس نیک جذبہ کے ماتحت اگر بعض مقامی دوستوں نے انہیں معقول رنگ میں سیدھے راہ کی طرف توجہ دلائی تو اس میں برافروختہ ہونے یا بڑا منانے کی کیا بات ہے؟

موصوف کی پوزیشن کے پیش نظر آپ سے تبادلۂ خیالات کرنے والے آپ کے پاس پہنچے وہ بڑے اشتیاق سے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آپ کے پاس پیغامیت کے حق میں وہ کونسے اچھوتے دلائل ہیں جن کی بنا پر آپ کو نبوتِ مسیح موعود سے انکار ہے۔ مگر افسوس کہ موصوف کی طرف سے سوائے بعض جگہ اقرار کے اور بعض جگہ خاموشی یا عجز کے اور کچھ بن نہ پڑا۔ اس کا مزید ثبوت موصوف کے تاثرات کی حسب ذیل عبارت سے بھی ملتا ہے لکھتے ہیں:۔

"(معقول دلائل سے نا قبل) عاجز آکر ہم نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ کہ جس طرح آپ لوگ اپنی عقل و سمجھ کو اپنے خلیفہ کے ہاتھ میں دیئے ہوئے ہیں اور اس سے خود کام نہیں لیتے اسی طرح ہم بھی اپنی عقل و فکر کو احمدیہ بلڈنگس میں چھوڑ آئے ہیں اس لئے اب آپ کی باتوں کے متعلق ہم لاہور سے دریافت کرنے کے بعد ہی کچھ فیصلہ کر سکیں گے"۔[1]

جہاں تک مذکورہ بات کا تعلق ہے جناب عبد الصمد صاحب کا یہ جواب بھی نہ صرف واقعات کے خلاف ہے بلکہ بعد کی ایجاد ہے۔ موقعہ پر ان کی طرف سے صرف اس قدر کہا گیا تھا کہ ہم ان باتوں کے بارہ میں جو آپ لوگوں کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ لاہور لکھ کر دریافت کریں گے مگر مضمون لکھتے وقت اس کو اور ہی رنگ دے دیا فیا للعجب!

آگے چل کر موصوف لکھتے ہیں:۔

"ہم سے کہا گیا کہ لاہوریوں کے نزدیک مسیح موعود کے مسیح موعود کے کلام میں تناقض نہیں ہے حالانکہ مسیح موعود نے متفرق اوقات میں متفرق باتیں کہیں۔ اپنی نبوت و رسالت کے بارے میں کہی ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں"۔

قطع نظر اس کے کہ موصوف نے تبادلہ خیالات کرنے والے کی بات کو صحیح رنگ

[1] نقل مطابق اصل

میں ادا نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بات چیت ہو رہی تھی تو اس وقت موصوف کے سامنے حقیقۃ الوحی سے حسب ذیل حوالہ پیش کیا گیا:۔

"جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

اس کا مدلل و بالمشافہ بات میں موصوف پیش کر سکے اور نہ ہی اپنے مضمون میں اب بیان کیا ہے۔ صرف ناتمام سی بات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ دراصل یہ سوال بھی اُن باتوں میں سے ایک تھا جن کے متعلق موصوف نے لاہور کی طرف رجوع کر کے جواب دینے کو کہا تھا۔

مضمون میں اور بھی اسی قسم کی متعدد باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو نئی نہیں بلکہ جانبین سے ان کے بارہا جواب دیئے جا چکے ہیں۔ اس لئے اس جگہ ہم ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اسی طرح لکھتے ہیں:۔

"ان کے نزدیک مصلح موعود کا پاکستان بھاگ جانا ایک معجزہ ہے اور قادیان میں تقریباً چار سو آدمیوں کا رہ جانا (جس کو مصلح موعود صرف تین سو تیرہ درویش کہا گیا) مصلح موعود کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے"۔

افسوس غیر معمولی حالات میں حضرت مصلح موعود کے ہجرت کرنے کو "بھاگ جانے" سے تعبیر کر کے تمسخر اڑانا چاہتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اس کی زد کن کن عظیم المرتبت ہستیوں پر پڑتی ہے!! کاش آپ نے تدبر سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہوتا یا انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نگاہ کی ہوتی ــــ جلیل القدر انبیاء تک ہجرت کرنے پر مجبور ہوتے رہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکلنا پڑا۔ حتیٰ کہ قرآن کریم میں حضرت موسےٰ کلیم اللہ کی زبان سے تو معین طور پر وہ الفاظ بھی نکلے جن کو صاحب تاثرات نے تمسخر کے رنگ میں قلمبند کیا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام فرعونیوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:۔

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

یعنی اے فرعونیو! جب مجھے تمہارے ظلم و ستم کا خوف دامنگیر ہوا تو میں تمہارے علاقہ سے بھاگ نکلا۔ ۰۰

اب فرمایئے اگر ان عظیم المرتبت ہستیوں کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے (باقی ص پر)

ترقی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر محنت اور قربانی کی عادت پیدا کی جائے

احمدی نوجوانوں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب

فرمودہ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:-

آج میں جماعت کے نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان کو اپنے اندر

محنت اور قربانی کی عادت

پیدا کرنی چاہئے۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ کسی قوم کی حالت ترقی پذیر نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس قوم کے خواص و عوام میں محنت اور قربانی کی عادت نہ ہو۔ دنیا میں قوموں پر کئی شکلوں میں مشکلات اور کئی صورتوں میں ابتلاء آتے رہتے ہیں مگر ان سب کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ استقلال اور بہادری سے ان مشکلات کا مقابلہ کیا جائے مگر یہ روح تبھی پیدا ہو سکتی ہے۔ جب نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ان کے مطابق کام بھی کریں جتنی زیادہ ذمہ داریاں ہوں اتنا ہی زیادہ کام بھی کیا جائے۔ کیونکہ جب تک اندازے کے مطابق کام نہ کیا جائے وہ کبھی نتیجہ خیز نہیں ہوا کرتا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی دفعہ

ایک مثال

بیان فرمایا کرتے تھے کہ کسی بھوکے کے منہ میں صرف ایک لقمہ روٹی کا دے دینے سے اس کی بھوک دور نہیں ہو سکتی اور کسی پیاسے کے منہ میں ایک قطرہ پانی ڈال دینے سے اس کی پیاس نہیں رکتی۔ بلکہ یعنی جب تک بھوکے کو اتنی غذا نہ مہیا کی جائے جس سے اس کا پیٹ بھر سکے یا جب تک ایک پیاسے کو اتنا پانی نہ دیا جائے جس کو وہ سیر ہو کر پی سکے اس وقت تک نہ وہ بھوکا اور نہ ہی وہ پیاسا بھوک اور پیاس کی تڑپ کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی صحت قائم یا بحال ہو سکتی ہے۔

یہی حال کاموں کا بھی ہوتا ہے

جتنا بڑا کام ہو اتنی ہی اس کے لئے محنت صرف کی جائے تو وہ ختم کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اگر کام تو بڑا ہو اور انسان زور تھوڑا لگائے یا محنت کم کرے تو وہ اس کو کبھی سر انجام نہ دے سکے گا مثلاً اگر کسی دریا کا کنارہ ٹوٹ جائے تو اگر کوئی شخص وہاں مٹھی سے مٹی ڈالنا شروع کر دے تو خواہ وہ کتنی ہی مٹھیاں ڈالے مٹی بھی ضائع ہو جائے گی اور دریا کا پانی بھی نہ رک سکے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس کنارے پر ایک ایک پتھر پھینکنا شروع کر دے تو وہ پتھر پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ ہی بہتے چلے جائیں گے اور سوائے اس کے کہ اس شخص کا وقت ضائع ہو اور کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا۔ البتہ اس کام کے لئے اگر یہ انتظام کر دیا جائے کہ اتنے پتھر اور اتنی مٹی وہاں پھینکی جائے جو پانی کو روک سکیں تو پہلے پانی کا زور ٹوٹنا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر آہستہ آہستہ پانی بالکل رک جائے گا مثلاً پہلے پانی کے بہاؤ کی طاقت سو تھی اور جب اس طاقت کے مقابلہ میں اتنی مٹی اور پتھر ڈال دیئے گئے جن کی طاقت دس تھی تو پانی کی طاقت نوے رہ جائے گی پھر کچھ اتنے ہی پتھر مٹی اور ڈال دیئے جائیں تو پانی کی طاقت اسی ہو جائے گی۔ اور مٹی اور پتھروں کی طاقت بیس ہو جائے گی۔ اسی طرح جتنی جتنی مقدار میں پتھر اور مٹی ڈالی جائے گی۔ اتنی اتنی مقدار میں پانی کی طاقت کم ہوتی جائے گی۔ آخر بڑھتے بڑھتے مٹی اور پتھروں کی طاقت پانی کے مقابلہ میں زیادہ ہو جائے گی۔ اور پانی رک جائے گا پس

کام کے مطابق طاقت

کو خرچ کیا جائے تو کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ دریا کے شکستہ کنارے پر مٹھی سے مٹی پھینکنے والا شخص یقیناً پاگل کہلائے گا۔ کیونکہ جب تک کام کے اندازے کے مطابق زور نہ خرچ کیا جائے اس وقت تک صحیح نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا مگر اندازہ سے کم یا زیادہ طاقت خرچ کرنا پاگل پن کی بات ہوگی۔ ایک دفعہ ہم ڈلہوزی گئے۔ اس وقت میری عمر کوئی بیس بائیس سال ہوگی۔ ان دنوں ایک پادری ڈلہوزی میں جاتے آپ کو عیسائیت کا بہت بڑا عالم سمجھتا تھا اور سیالکوٹ میں عیسائیت اسی کے ذریعہ پھیلی تھی وہ بھی ڈلہوزی میں تھا اس کی عمر اس وقت ستر اسی سال کے درمیان تھی۔ وہ شام کو بازار میں اشتہار تقسیم کیا کرتا تھا کہ کوئی شخص تثلیث اور کفارہ کے مسائل پر مجھ سے بحث کرے اس زمانہ میں ڈلہوزی کی آبادی بہت کم تھی۔ صرف چند کوٹھیاں تھیں یہ ۱۹۱۱ء کی بات ہے، وہاں اس بات کا چرچا شروع تھا کہ یہ عیسائی زیادہ تر اسلام پر حملے کرتا ہے مگر یہاں کے مولوی کہتے ہیں کہ ہمیں آتی نہیں

اعتراضات کا جواب

نہیں آتا ہم وہاں ایک ایسے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے جو تھا تو ہا خانہ مگر اس کی چھت میں پیر دھنس جاتے تھے۔ اور اس کی چھت سے پانی بھی ٹپکتا تھا ہم نے وہاں بڑے لمبے پھٹے بچھائے ہوئے تھے تاکہ پیر نہ دھنسے۔ ایک داروغہ عبدالغفور صاحب جو فیروزپور کے رہنے والے تھے وہاں ان کے اچھے مکانات تھے۔ وہ گو احمدی تو نہ تھے مگر انہیں احمدیت سے بغض بھی نہ تھا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ آپ ہمارے گھر چلے آئیں۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم اس شرط پر جاتے ہیں کہ ہمارا کھانے کا انتظام اور باورچی وغیرہ اپنا ہوگا ورنہ آپ کو اور کوئی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے مان لیا اور ہم ان کے ہاں چلے گئے۔ کھانے کا انتظام ہم نے اپنا کر لیا تھا۔ مگر داروغہ صاحب صبح شام کچھ نہ کچھ اپنے گھر سے پکوا کر ضرور لے آیا کرتے تھے کچھ مسلمان جو اس پادری کے اعتراضات سے تنگ آ چکے تھے میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ اس پادری سے بات چیت کریں۔ مجھے اس وقت کچھ زیادہ واقفیت تو نہ تھی مگر توکلاً علی اللہ میں نے ان کی بات مان لی اور پادری صاحب کے گھر چلے گئے۔

بحث شروع ہوئی

جب میں نے کہا پہلے تثلیث پر بحث ہوگی اور پھر کفارہ پر مگر پادری زیادہ تر کفارہ پر بحث کرنے پر زور دیتا تھا آخر وہ میرے اصرار پر مان گیا کہ تثلیث پر بحث ہو۔ میں نے پادری صاحب سے سوال کیا کہ یہ سامنے میز پر جو پنسل پڑی ہے۔ اگر آپ اس کو اٹھانا چاہیں اور اپنے بیرہ اور خانساماں کو آواز دیں کہ او بیرہ اور خانساماں ادھر آؤ اور جب وہ آجائیں اور ادھر آپ ہم کو بھی بلالیں اور جب سب جمع ہو جائیں اور پوچھیں کہ کیا کام ہے۔ تو اپ کہیں کہ یہ پنسل اٹھا دو تو ہم سب آپ کے متعلق کیا خیال کریں گے پادری صاحب کہنے لگے اگر میں ایسا کہوں تو یقیناً پاگل سمجھا جاؤں گا۔ میں نے کہا اب آپ مجھے بتایئے کہ کیا دنیا کو خدا باپ نے پیدا کیا ہے یا خدا بیٹے نے پیدا کیا ہے یا خدا روح القدس نے پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا سب نے مل کر پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا کیا اس کے پیدا کرنے کی خدا روح القدس میں طاقت تھی یا نہیں؟ یا خدا باپ میں یہ طاقت تھی یا نہیں؟ پادری صاحب نے کہا ان دونوں میں بھی تھی کہ وہ اکیلے پیدا کر سکتے۔ میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ وہی کام جس کو خدا باپ آسانی سے کر سکتا ہے۔ خدا روح القدس آسانی سے کر سکتا ہے۔ خدا بیٹا آسانی سے کر سکتا ہے سارے تینوں نے مل کر کیا۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے پنسل اٹھانے کے لئے کئی آدمی جمع ہو جائیں۔ اس پر وہ پادری شرمندہ سا ہو گیا اور کہنے لگا۔

تثلیث کا مسئلہ

کچھ اس قسم کا ہے کہ اس کی سمجھ آنی مشکل ہے ہمارے اصل بنیاد تو کفارہ پر ہے۔ جب کفارہ پر بات چیت ہوئی۔ تو اس میں بھی خدا کے فضل سے ہمیں کامیابی ہوئی۔ غرض کسی کام کو کرتے وقت اس پر اس کے اندازہ سے زیادہ زور لگایا جائے تو بھی اور کم زور لگایا جائے تو بھی درست نہیں مثلاً اگر کوئی شخص قطب مینار کو اپنے کندھے کے زور سے ہلانا چاہے تو وہ پاگل گردانا جائے گا یا اگر کوئی شخص ہمالیہ پہاڑ کو اپنے بوٹ سے ٹھڈے مار رہا ہو اور اس سے کوئی پوچھے کیا کر رہے ہو تو وہ کہہ دے ہمالیہ کو گرا رہا ہوں تو وہ پاگل ہوگا اور کوئی اس کو عقلمند نہیں کہہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جتنے حواس رکھے ہیں ان میں ایک حس موازنہ کی بھی ہے اور اس حس کے ذریعہ ہم کام کے مطابق طاقت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ حواس خمسہ تو پرانے زمانہ کی اصطلاح ہے۔ جو ابھی تک چلی آ رہی ہے۔ حالانکہ ایک شخص جس کی آنکھیں ناک کان ہاتھ اور زبان بالکل ٹھیک ہوں وہ پاگل بھی ہو جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اس کے حواس بجا نہیں حالانکہ اس کی آنکھیں سلامت ہیں۔ کان ٹھیک ہوتے ہیں ہاتھ کام کرتے ہیں۔ زبان چلتی ہے اور ناک درست ہوتی ہے۔ اس وقت اس کو جو پاگل کہا جاتا ہے وہ

اس کی صرف یہ وجہ ہوتی ہے

کہ اس کے موازنہ کی حس ماری گئی ہے اور

وہ اپنے حواس خمسہ کے سلامت ہونے پر بھی پاگل کہلاتا ہے۔ اب جبکہ علم النفس کے ماہرین نے ترقی کی تو انہوں نے بتایا کہ حواس پانچ نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ گرم پانی میں ہاتھ ڈالو تو گرم معلوم ہو اور سرد میں ڈالو تو سرد معلوم ہو۔ یہ گرمی اور سردی کی حس ہے۔ اس کے علاوہ ایک حس موازنے کی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کوئی چیز اندھیرے میں پڑی ہوتی ہے۔ تو ممکن ہے انسان اس کو بھیری سمجھے مگر وہ دراصل گوبر ہو یہ غلطی کیوں ہوئی اندھیرے کی وجہ سے آنکھوں نے نہیں بتایا کہ یہ چیز کتنی وزن دار ہے۔ پس حس موازنہ سے انسان کام کے مطابق طاقت کا اندازہ کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک کیلا زمین میں گڑا ہو تو وہ پہلی دفعہ زور لگانے سے نہیں نکل سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کے زمین میں گڑے ہونے سے اس کا موازنہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے وہ پہلی دفعہ طاقت لگانے سے نہیں نکلے گا دوسری یا تیسری دفعہ نکلے آئے گا کیونکہ موازنہ کر سکنے کے بعد تمہارے دماغ نے حکم دیا ہوگا کہ اگر اتنی طاقت لگاؤ گے تو نکال سکو گے پس چیزوں کے موازنہ کی حس میں خرابی ہو جانے سے انسان پاگل ہو جاتا ہے۔ یعنی جب وہ وقت کا اندازہ نہ کر سکے یا

انسان کی حقیقت

کا اندازہ نہ کر سکے یا کڑوی میٹھی چیز میں امتیاز نہ کر سکے باقی حواس خمسہ جو عوام میں مشہور ہیں ان میں کوئی خرابی واقع ہونے سے پاگل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی شخص کا ہاتھ کٹ جائے تو وہ پاگل نہیں ہوگا کسی کی آنکھ جاتی رہے تو اسے کوئی پاگل نہ کہے گا یا اس کی ناک یا زبان

کٹ جائے

تو کوئی پاگل نہ کہے گا۔ پاگل ایسے شخص کو کہا جائے گا جو فرض کرو ایک بلند مینار کو انگلی لگا رہا ہو اور کسی کے سوال کرنے پر کہے کہ میں اس مینارہ کو گرانا چاہتا ہوں یا ایک بڑے تناور درخت کو پنکھے سے دبا رہا ہو اور کہے کہ میں اس کو گرانا چاہتا ہوں۔ پس جس شخص کی موازنہ کی حس میں خرابی ہو اسے ہی لوگ حواس باختہ کہا کرتے ہیں مجھے ایک دفعہ ایک ڈاکٹر صاحب ریل کے سفر میں مل گئے انہوں نے ذکر کیا کہ میں بارہ سال سے پاگل خانے میں رہتا ہوں مجھے ڈر آتا ہے کہ میں بھی کہیں پاگل نہ ہو جاؤں آپ میرے لئے دعا کریں پھر وہ کہنے لگے اگر آپ کبھی لاہور آئیں تو آپ کو پاگل

خانہ کی سیر کراؤں گا مگر ان کی باتوں سے

مجھے تعجب ہوا

کہ انہیں کیوں اس قسم کا وہم ہو رہا ہے کہ پاگل خانے کا اثر ان پر نہ ہو جائے ہم ان ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پاگل خانہ دیکھنے گئے انہوں نے مختلف پاگل ہمیں دکھائے ایک پاگل ان میں میر محمد اسمٰعیل صاحب کے ہم جماعت تھے۔ ہمارے ساتھ اس وقت چراغ چپراسی تھا جسے وہ جانتا تھا اس نے چراغ کو پہچان لیا اور کہا سناؤ چراغ! کیا حال ہے ہمارے میاں اسمٰعیل (ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب) کہاں ہیں۔ چراغ تو اس کی باتیں سن کر گھبرا گیا مگر ڈاکٹر صاحب نے اس پاگل سے کہا میر صاحب ابھی آتے ہیں تمہارے لئے تحفے لائیں گے ایک اور پاگل انہوں نے دکھایا جو اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا اور ڈبل ایم۔ اے تھا ڈاکٹر صاحب نے اس کے متعلق بتایا کہ یہ بالکل خاموش بیٹھا رہتا ہے اور کھاتا پیتا کچھ نہیں اس کی ناک میں نلکی لگا کر ہم اس کو دودھ پلاتے ہیں۔ پھر ہم آگے گئے باورچی خانہ دیکھا۔ وہاں بھی ... پاگل ہی کام کر رہے تھے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ باورچی خانے میں یہ لوگ خود ہی کام کرتے ہیں جن کی حالت ذرا اچھی ہوتی ہے اُن کو یہاں لگا دیا جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دو پاگل بینگن چیر رہے تھے وہ بینگن پر کھڑپا مار کر آدھا اُدھر پھینک دیتے تھے اور آدھا رکھ لیتے تھے ایک نمک پیس رہا تھا وہ پیستا جاتا تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مٹھی میں نمک بھر کر پھکے مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا خدا جانے پسا ہے یا نہیں۔ اسی طرح ایک مرچیں کوٹنے والے کو دیکھا وہ کوٹتا جائے اور ساتھ ہی منہ میں ڈال کر کہے خدا جانے باریک بھی ہوئی ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد کچھ خطرناک پاگل قیدی دیکھے جو عجیب عجیب قسموں کے تھے۔ ایک نیلی سی دھوتی باندھے آیا اور کہنے لگا میں مہدی ہوں ایک اور شخص کہتا تھا میں ایڈورڈ ہوں ان لوگوں کے اندر

صرف موازنہ کی غلطی

تھی اپنے آپ کو ایڈورڈ کہنے والا یہ اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ ایڈورڈ کتنا بڑا ہوتا ہے اگر وہ اندازہ لگا سکتا تو وہ اپنے آپ کو ایڈورڈ نہ کہتا اسی طرح مہدی کہنے والا بھی اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ ہم آگے گئے تو وہاں ایک اور پاگل کو دیکھا وہ سارا دن شطرنج کھیلتا رہتا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک شخص دکھایا اور کہا کہ یہ پٹیالہ کے

علاقہ کے بڑے بزنس آکو می ہیں۔ اور ان سے کہا کہ یہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بیٹے ہیں۔ اس پاگل نے جو اس وقت پاگل معلوم نہ ہوتا تھا۔ میرے ساتھ بات شروع کر دی اور کہا میں نے براہین احمدیہ پڑھی ہے میں نے سرمہ چشم آریہ اور دوسری بہت سی کتابیں مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پڑھی ہیں۔ انہوں نے خوب آریوں کا مقابلہ کیا۔ اسی طرح وہ بڑی مدلل باتیں کرتا جائے۔ میں نے اس سے کہا آپ یہاں کیسے آ گئے۔ اس نے کہا

بات تو دراصل یہ ہے

کہ مجھے شرارت سے یہاں بھیج دیا گیا ہے میری بہت سی جائداد تھی جس پر میرا بھائی قبضہ کرنا چاہتا تھا اسی کی یہ سب شرارت ہے ورنہ (ڈاکٹر صاحب کی طرف اشارہ کرکے) ان سے پوچھ لیں میں ہرگز پاگل نہیں ہوں۔ مجھے خود اس کی باتیں سن کر تعجب ہوا کہ اسے کیوں پاگل خانے میں رکھا گیا ہے۔ ہم آگے چلے تو وہ بھی ہمارے ساتھ آگے چل پڑا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ کہنے لگا باقی سب باتیں تو ٹھیک ہیں مگر مرزا صاحب سے ایک غلطی ہو گئی۔ میں نے پوچھا کیا غلطی؟ وہ کہنے لگا دیکھو یعیسٰی انی متوفیک کے مرزا صاحب ہمیشہ یہی معنے کرتے رہے کہ اے عیسٰی میں تمہیں وفات دوں گا حالانکہ اس کا مطلب صاف ہے کہ اے عیسٰی میں تیرے جسم کی روئی نکلواؤں گا۔ اب میں نے سمجھا کہ اس کی حالت دگرگوں ہو رہی ہے اتنے میں ایک اور پاگل دوڑتا ہوا آیا اور پٹیالہ والے سے مخاطب ہو کر بڑے جوش کے ساتھ کہنے لگا لاؤ میرے چھ پیسے نکالو میرے چھ پیسے اس نے کہا میرے پاس نہیں ہیں۔ مگر وہ بلکنے والا اسی جوش میں چھ پیسوں کا مطالبہ کرتا جائے۔ میں نے اپنی جیب میں سے ایک دونی نکال کر اس کو دی۔ اس کے بعد پٹیالہ والے مولوی صاحب کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوا۔ اور وہ جوش میں آ کر کہنے لگے یہی محمود غزنوی ہیں جنہوں نے بھٹنڈا فتح کیا تھا۔ اب مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ ڈاکٹر صاحب کا وہم واقعی کسی حد تک درست ہے۔ اور ایسے لوگوں میں اتنا عرصہ رہنے سے اگر خود بھی پاگل ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو کوئی عجیب بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موازنے کی غلطی ہی کا نام ہی جنون ہے

پس میں

نوجوانوں سے پوچھتا ہوں

کہ کیا تمہاری زندگیاں ٹھیک اسی طرح کاموں میں لگی ہوئی ہیں جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تم کہتے ہو ہم ساری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرائیں گے مگر تمہارا عملی پہلو اس کے مطابق نظر نہیں آتا۔ تم میں سے بعض ذکر الٰہی میں کمزور ہیں۔ بعض نمازوں میں سستی کرتے ہیں دینی مطالعہ کی پرواہ نہیں کرتے لغو باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تمہارے ذمہ کتنا بڑا کام لگایا گیا ہے مگر تمہیں اس کا احساس تک بھی نہیں ہے۔ اور تمہیں اپنے کام کی طرف پوری توجہ نہیں ہے لوگوں نے آہستہ آہستہ ہر قسم کے دنیوی علوم پر قبضہ کر لیا ہے مگر تمہاری آنکھ ہی نہیں کھلتی ہے آج میں تمہیں واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ خالص مذہب دنیا میں کبھی ہر قسم کے لوگوں میں تغیر پیدا نہیں کرسکا یعنی یہ کبھی نہیں ہوا کہ سب لوگ تبلیغ سے ہی مان گئے ہوں آخر ایک وقت ضرور ایسا آتا ہے جبکہ دوسرے امور میں بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ پس جب تک تم مخالف کے مقابلہ میں ہر قسم کے دنیوی علوم نہیں سیکھو گے اور ان علوم میں امتیازی مقام حاصل نہیں کرو گے۔ اس وقت تک وہ تمہاری فوقیت کا اقرار نہیں کرے گا تمہیں چاہیئے۔ کہ تم دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کے بھی ماہر بنو اور ہر فن میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ ایک دفعہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کسی مباحثہ میں گئے وہاں لوگوں نے تمسخر اور استہزاء شروع کر دیا۔ آخر مولوی صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا بھئی اور ٹھٹھے کی کیا ضرورت ہے تمہارا مولوی اگر قرآن کے علم میں مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو کرلے حدیث میں مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو کرلے۔ تقریر میں مقابلہ کرنا چاہے تو کرے عربی فارسی اردو کی تقریر میں مقابلہ کرنا چاہے تو کرلے اور اگر شعر اور ڈھولے بولنا چاہے تو بس... اور اگر اسے اپنی طاقت پر ناز ہے تو میرے ساتھ بینی پکڑ لے اس پر وہ سب

خاموش ہو گئے ہیں دنیا میں ہر فن کے ساتھ مقابلہ کی مہارت ہونی چاہیئے۔ جب تک تم ہر قسم کے فنون کے ماہر نہ ہوں تم دوسروں کا کس طرح مقابلہ کر سکو گے۔ پس

اپنی ہمتوں کو بلند کرو

اور اگر ایک منٹ بھی تمہارا ضائع ہو جائے تو سمجھو موت آگئی ہے۔ روزانہ رات کو سونے سے پیشتر سوچو کہ دن میں تم نے کتنا کام کیا۔ اگر تم روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرو گے تو تمہارے اندر احساس پیدا ہوگا۔ اور اس وقت تمہارا وجود سلسلہ کے لئے مفید ہوگا ورنہ جیسے ہمالیہ پہاڑ کو بوٹ سے ٹھڈے لگانے والا پاگل ہے تم بھی پاگل سمجھے جاؤ گے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمہارا کام ہمالیہ پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔ اگر تم پاگل نہیں کہلوانا چاہتے تو محنت اور قربانی کی عادت ڈالو۔

(الفضل ۵/۱۱/۶۱ء)

اعلان نکاح ورخصتانہ

خاکسار کے بیٹے عزیز سید محمد جلیل صاحب سلمہا کا نکاح سیدہ امتہ الباری صاحبہ بنت سید منظور احمد صاحب مرحوم بار مصوبہ پیر جبر پر حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مورخہ ۱/۶۱ ۱م پر روز دوشنبہ حیدرآباد دکن میں پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی احباب جماعت دعا فرماویں کہ یہ رشتہ دونوں خاندان کیلئے دینی و دنیاوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین

خاکسار سید محمد عقیل عفی عنہ حیدرآباد دکن

درخواست دعا۔ مورخہ ۲۷/۶۱ کو مکرم بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ جو ایک خدمت خلق کا کام کرتے ہیں سے گر پڑے بائیں بازو پر چوٹ آئی درد زیادہ ہے احباب کرام مکرم بابو صاحب کی مکمل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔

ولادت مورخہ ۲۲/۶۱ کو مکرمی محمد ادریس صاحب ابن بابو محمد یوسف صاحب کے ہاں لڑکا تولد ہوا مکرم بابو صاحب نے بشکرانہ فنڈ ادا کیا خاکسار نے لڑکے کا نام شریف احمد رکھا احباب کرام زچہ بچہ کی مکمل شفایابی اور نومولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار حکیم محمد سعید از جموں توی۔

بائبل کے جدید اڈیشن پر ایک نظر

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب (لاہور)

پہاڑوں پر برف گرتی ہے وہ کتنی سفید اور شفاف ہوتی ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے وہ کتنا مصفا اور ہر بیرونی آلائش سے پاک ہوتا ہے۔ وہی پانی بلندیوں سے میدانوں کی طرف آتا ہے تو اس میں گرد و غبار اور آلائش ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس گدلے پانی کو شفاف کر کے ہم استعمال میں لاتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پانی کی صفائی کا یہ عمل بڑا ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے عیسائی عالم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب مقدس کے قدیم نسخوں کے پیش نظر اس میں ترمیم و اصلاح کا عمل برابر جاری رکھا ان کی رات دن کی کوشش یہ تھی کہ کتاب مقدس سے بیرونی عنصر کو نکال دیا جائے اور حواریوں اور کتاب لکھنے والوں کی تحریریں اپنی صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آ جائیں۔

عیسائی علماء کی پہلی کوشش کتاب مقدس کے ترمیم شدہ ترجمہ کی صورت میں ۱۸۸۱ء میں منظر عام پر آئی جس ۱۶۱۱ء میں مستند ترین ایڈیشن کی صورت میں جو ترجمہ پونے تین سو سال سے عالم عیسائیت میں مروج تھا۔ اس سے انہوں نے کئی جگہ اختلاف کیا۔ کیونکہ اس دوران میں بائیبل کے صحائف پر تحقیقات بہت آگے بڑھ چکی تھیں اور بہت آگے بڑھ چکی تھی اور بہت سے قدیم نسخے آثار قدیمہ سے مل چکے تھے۔ جن کے پیش نظر کتاب مقدس کے متن میں ترمیم و اصلاح کو ضروری سمجھا گیا۔ تقریباً پچاس سال بعد اس ترمیم شدہ ترجمہ میں مزید اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی رچنانچہ چالیس پروٹسٹنٹ فرقوں کی نمائندگی کرنے والی امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی نے مشہور و معروف بائیبل سکالرز اور اساتذہ فن کی نگرانی میں بائیبل کے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور قدیم نسخوں کے پیش نظر جو آیات متن انجیل کا حصہ نہیں تھیں۔ ان کو متن سے خارج کر دیا گیا۔ انگریزی زبان میں تین سو سال کے عرصہ میں تبدیلی آ چکی ہے۔ اس تبدیلی کو بھی انہوں نے ترجمہ کرتے وقت ملحوظ خاطر رکھا۔ نئے اور پرانے عہدنامہ کا یہ ترجمہ ۱۹۴۶ء اور ۱۹۵۲ء میں ترمیم شدہ معیاری ایڈیشن کے نام سے شائع ہوا۔ اسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کی لاکھوں جلدیں فروخت ہو چکی ہیں۔ تاہم اس ترجمہ کو چرچ آف انگلینڈ کی سرپرستی حاصل نہ تھی۔ کیونکہ یہ ترجمہ امریکن بائیبل کمیٹی نے شائع کیا۔

آج سے پندرہ سال پہلے چرچ آف انگلینڈ اور برطانیہ کے دوسرے مشہور چرچوں کی طرف سے بائیبل پر نظر ثانی کے لئے دنیا کے بہترین محققین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے ماہ حال میں نئے عہد نامہ (انجیل) کا ترجمہ "نیو انگلش بائیبل" کے نام سے شائع کیا ہے۔ چند دنوں میں دیکھتے ہی دیکھتے اس کے کئی لاکھ نسخے فروخت ہو گئے۔ اس ترجمہ کو پراٹسٹنٹ انبیا کی پوری حمایت حاصل ہے۔ انجیل کا یہ تازہ ایڈیشن زبان کے لحاظ سے بہت سادہ اور سلیس ہے کوشش کی گئی ہے کہ یونانی زبان کا موجودہ انگریزی زبان میں وہ مفہوم پیش کیا جا سکے۔ جو کہ سینکڑوں سال کی تحقیقات کا نچوڑ ہے پہلے تراجم کی روش سے قطع نظر کہ ہر یونانی لفظ کا مترادف انگریزی میں تلاش کیا جاتا تھا اس ترجمہ میں ماڈرن انگلش میں یونانی متن کا اصل مفہوم پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ میرے سامنے ہے۔ اس کی چند ایک خصوصیات جو کہ متن میں تبدیلی یا ترمیم و اصلاح سے تعلق رکھتی ہیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے یہ امر پیش نظر رکھئے کہ انجیل کے تقریباً ۵ ہزار نسخے جو دوسری صدی سے لے کر چودھویں صدی تک سے تعلق رکھتے ہیں مل چکے ہیں۔ ان نسخوں کو سامنے رکھتے ہوئے انجیل کے متن میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ یہ نسخے یونانی۔ لاطینی۔ سریانی قبطی اور آرمینی وغیرہ زبانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان نسخوں سے جب انجیل کے موجودہ متن کا مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تقریباً ایک ہزار الفاظ پر مشتمل آیات متن میں بعد میں داخل کر دی گئیں۔ جن کی نشاندہی ۱۸۸۱ء کے ترمیم شدہ ترجمہ میں کر دی گئی تھی۔ بعد کے تراجم میں ان آیات کو اصل متن سے حذف کر دیا گیا۔ ان کے نیچے حاشیہ میں نوٹ دے دیا گیا کہ بعض قدیم نسخوں میں یہ عبارات شامل نہیں ہیں۔ باوجودیکہ ان میں سے بعض آیات میں عیسائیت کے بنیادی عقائد پیش کئے گئے تھے۔ عیسائی علماء نے کمال دیانتداری سے قدیم نسخوں کے اختلافات قرون اولیٰ میں متن کے تغیر و تبدل اور تحریف و الحاق کو انجیل کے حواشی میں واضح کر دیا ہے۔

انجیل کے نئے ایڈیشن میں بھی ایسا ہی تمام کی بیشتر ترمیمات کو قبول کر کے ساری پر ترجمہ دنیا نے یہ مان لیا ہے کہ قدیم نسخوں کے مستند متن میں یہ آیات مختلف فیہ ہیں۔ زیادہ تر متن کا حصہ نہیں ہیں بلکہ بعد کا اضافہ ہے۔ اس قسم کی آیات نئے ایڈیشن میں متن سے حذف کر دی گئیں یا ان کے نیچے نوٹ دیا گیا کہ

(۱) یہ عبارات مستند اور قدیم نسخوں میں شامل نہیں۔

(۲) بعض میں شامل ہیں بعض انہیں درج نہیں کرتے

(۳) کچھ نسخے انہیں مختلف صورتوں میں پیش کرتے ہیں۔ انجیل مرقس اور لوقا کا آخری ورق قرون اولیٰ کے تغیر و تبدل کی بہترین مثال ہے۔

انجیل مرقس کی آخری بارہ آیات میں عیسائیت کے بنیادی اصول پیش کئے گئے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد زندہ ہو گئے۔ آسمان پر چلے گئے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں۔ آثار قدیمہ سے ملنے والے نسخوں میں سے بیشتر نسخے ان آیات کو شامل نہیں کرتے۔ بعض میں مرقس ۱۶/۹ پر "ختم شد" لکھا ہے۔ یہ بارہ آیات درج نہیں۔ ایک نسخہ آرمینیا سے ملا ہے جس میں ان بارہ آیات پر یہ نوٹ دیا گیا کہ قدیم ترین نسخوں میں یہ درج نہیں ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ درج نہیں ہیں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے ایک مختصر عبارت درج ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے خود اپنے شاگردوں کی معرفت مشرق و مغرب میں اپنے پیغام کو پہنچایا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اب یہ عبارت نئے ایڈیشن کے متن میں شامل کر لی گئی ہے۔

اسی طرح انجیل لوقا کے آخر میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح اپنے شاگردوں کو برکت دینے کے بعد آسمان پر اٹھائے گئے اور شاگرد آسمان پر جاتے ہوئے آپ کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ چونکہ مستند اور قدیم نسخوں میں صعود مسیح کا یہ واقعہ درج نہ تھا۔ اس لئے نئے نسخہ کے متن سے اس بیان کو خارج کر دیا گیا۔

ایک دلچسپ تبدیلی عیسائیوں کی روزانہ کی دعا میں کی گئی ہے یہ مختصر دعا متی باب ۶ میں درج ہے۔ دعا کا آخری جملہ یہ ہے:-

"کیونکہ بادشاہی قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین۔
(متی ۶/۱۳)"

یہ الفاظ مستند نسخوں میں نہیں ہیں۔ اس لئے نئے ایڈیشن کے متن میں سے نکال دیئے گئے۔ یوں عیسائیوں کی روزانہ کی دعا اب پہلے سے مختصر ہو گئی ہے۔

۱۶۱۱ء کی بائیبل کے مصدقہ ترجمہ میں الوہیت مسیح اور تثلیث فی التوحید

کی تائید میں بعض آیات درج تھیں جو کہ اب متن سے خارج کر دی گئی ہیں۔ یا ان میں ضروری تبدیلی کر دی گئی ہے۔ یوحنا حواری کے خط اول میں لکھا ہوا تھا۔

" کیونکہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ کلام (یعنی مسیح) اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں"!
(یوحنا ۵/۸)

تثلیث فی التوحید کی تائید میں ساری انجیل میں یہی آیت تھی جو کہ بائبل کے تازہ تراجم میں اب شامل نہیں۔ اسی طرح انجیل یوحنا کے شروع میں لکھا تھا کہ

"کلام یعنی مسیح خدا ہے"
موجودہ ایڈیشن میں اس فقرہ کے ترجمہ میں تبدیلی کر دی گئی ہے یونس رسول کے ایک خط میں جو کہ رومیوں کے نام ہے لکھا ہے:۔

"مسیح جو سب کے اوپر اور ابد تک خدائے محمود ہے" (رومیوں ۹/۵)
نئے ایڈیشن میں مسیح کی بجائے یہ الفاظ خدا تعالے کی طرف نسبت دیئے گئے ہیں جو منسوب ہوا ہے۔

" ہم مسیح کے تخت عدالت کے آگے حاضر کئے جائیں گے" (روم ۱۴/۱۰)
نئے تراجم میں مسیح کی جگہ خدا ہے۔ اسی طرح اعمال الرسل میں لکھا ہے

"خدا نے خاص اپنے خون سے کلیسیا کو مول لیا" (اعمال ۲۰/۲۸)
نئے ایڈیشن میں خدا کی بجائے لارڈ ہے یعنی مسیح نے اپنے خون سے کلیسیا کو مول لیا۔ مزید برآں جن مقامات میں خدا تعالے اور "خداوند یسوع" میں فرق نہیں کیا گیا تھا ان میں اب واضح فرق موجود ہے۔ انجیل یوحنا میں ایک بدکار عورت کی کہانی درج ہے۔ اس بیان میں حضرت مسیح کا وہ مشہور فقرہ ہے۔

"جو تم میں بے گناہ ہو وہی اسے پتھر مارے"
یہ واقعہ ۱۲ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کہانی کو ساتویں اور آٹھویں باب سے خارج کر کے انجیل کے آخر میں الگ طور پر دیا گیا ہے۔ اور نیچے حاشیہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ بعض قدیم نسخوں میں یہ کہانی درج نہیں بعض میں مختلف جگہ پر درج ہے۔ بعض نسخے ایسے بھی ہیں۔ جن میں یہ کہانی انجیل یوحنا کی بجائے لوقا میں ملتی ہے۔

حضرت مسیح نے صلیب سے پہلے جو دعوت عشاء ربانی منعقد کی۔ اس میں آپ کی طرف مندرجہ ذیل کلمات منسوب ہیں:۔

"یہ روٹی میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لئے یہی کرو اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا

جاتا ہے" (لوقا ۲۲/۲۰)
یہ عبارت متن سے نکال دی گئی ہے۔ اور حاشیہ میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ کچھ قدیم نسخوں میں یہ شامل ہے۔ لیکن مختلف طور پر۔ بعض نسخے اس عبارت کو درج نہیں کرتے۔ بعض اس کا ایک حصہ دیتے ہیں۔

الغرض کم و بیش ایک ہزار الفاظ پر مشتمل آیات کو محل نظر سمجھا گیا۔ اور ان کو متن سے حذف کیا گیا یا نسخوں کے اختلافات کے متعلق نوٹ دیئے گئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آج سے چار سو سال پہلے جس شخص نے بائیبل کا پہلا انگریزی ترجمہ شائع کیا تھا۔ ولیم ٹائن ڈیل۔ اس کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے کتاب مقدس کے مطالب کو انگریزی میں پیش کر کے مسخ کر دیا ہے۔ اکتوبر ۱۵۳۶ء میں اسے سر عام پا بجولاں زندہ جلا دیا گیا۔ لیکن آج دنیائے عیسائیت میں اتنی رواداری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اپنے بنیادی عقائد پر مشتمل آیات کو بھی متن سے خارج کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے یہ نیک تبدیلی مذہبی دنیا میں بنہایت قابل تعریف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی زمانے میں اناجیل اربعہ میں وہی باتیں رہ جائیں جو قرآن حکیم نے حضرت مسیح کی طرف منسوب کی ہیں۔ نیو انگلش بائیبل کا عہد عتیق ابھی شائع نہیں ہوا۔ پروٹسٹنٹ دنیا اس کے لئے چشم براہ ہے"۔

(مرقومہ ۷ رمئی ۱۹۶۱ء)
(بحوالہ الفضل ۱۴/۵ ۔۔۔)

درخواستہائے دعا

مکرمی شیخ محمد لطیف ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب آف کانپور نے اپنے تجارتی کاروبار کو فروغ دینے کے لئے " ایمپل پرو ڈکٹس کارپوریشن ۹۲/۱۰۵ نئی سڑک کانپور کے نام سے ایک نئی فرم کھولی ہے۔ احباب جماعت خصوصاً جملہ سلسلہ درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ فرم ان کے اور ان کے خاندان اور سلسلے کیلئے بابرکت ہو۔ آمین
خاکسار سیدہ شہامت علی ساجدہ رتی قادیان
نوٹ۔ مکرمی شیخ صاحب نے ایک روپیہ بدر کو بطور عطیہ دیا ہے (منیجر)

درخواست دعا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے ماموں زاد عبد العظیم صاحب تاجر کتب درویش قادیان بیمار ہیں۔ جماعت و بزرگان سلسلہ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالے انہیں شفائے کامل عاجل عطا فرمائے۔ ..... جہلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سبحان من یرانی کے بعض اشعار پر تضمین

از جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ذیل کی نظم محترم حکیم صاحب نے قادیان میں منعقدہ جلسہ یوم خلافت مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۶۱ء پر سنائی

آؤ کریں خدا کی اے یار و حمد خوانی　　جو ہے رحیم و رحماں اور عرش آشیانی
جس نے دیا ہے ہم کو موعود آسمانی　　حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

حضرت غلام احمد ہیں جو کہ قادیانی　　نازل ہوئی تھی اُن پر رب کی آکاش بانی
تجھکو عطا کروں گا رحمت کی اک نشانی　　قدرت سے ہوگا میری تیرا خلیفہ ثانی
صد شکر ہم نے دیکھا رحمت کی یہ نشانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

احمد نے شکر یہ کا مژدہ ہمیں سنایا　　تو نے یہ دن دکھایا محمود بڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ حسا یا تیری ثنا میں گایا　　صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

میرے خدائے برتر اے میرے رب اکبر　　بھیجا ہے آسماں سے رحمت کا اپنی مظہر
یہ تیرا مظہر اول یہ تیرا مظہر آخر　　اسلام کا ہی ہے دنیا میں زندہ پیکر
رکھتا ہے پیار سے کیوں بیمار یہ بنا کر　　مرے خدائے شافی اس کو شفا عطا کر
ہم سب کو تو دکھا دے پھر قادیاں میں لا کر　　حیران کر دے سب کو یہ معجزہ دکھا کر
سجدے میں پھر کہیں ہم سبحان من یرانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

تیرے ہی عشق میں وہ بیمار ہو گیا ہے　　اس کی تو خود دوا ہے اس کی تو خود شفا ہے
محبوب ہے وہ تیرا تو دوست با وفا ہے　　تیرے ہی دین کی خاطر یارب وہ رو رہا ہے
یارب اسے بنا دے پھر اکوشِ ذاتی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

طوفاں میں گھر گئی ہے اسلام کی یہ کشتی　　یارب نہ آنے پائے ہمت میں اپنی سستی
ہر احمدی کو دیدے تو طاقت اور چستی　　ہے حق کی اور باطل کی آخر یہ کشتی
محمود کی خدایا ہم دیکھیں کامرانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

انسان کے سر پہ ہے آفت کی گھٹا چھائی　　روحانیت کی دیدے یارب اسے بینائی
چاہے وہ مسلماں ہو یا سکھ ہو کہ عیسائی　　اک نام خدا پہ سب بن جائیں بھائی بھائی
ہر قوم پہ برسا دے رحمت کا اپنے پانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

اے ذات جاودانی کریم پہ مہربانی　　چہرہ دکھا دے اپنا رحمت سے تو دن ترانی
آیا ہے تنگ آب آب سب پہ ناگہانی　　تو بھی نقاب اُٹھا دے اے میرے یار جانی
کب تک چھپے رہو گے اے دلبر نہانی　　آ جاؤ جلد اب با فوج آسمانی
دن رات تا کریں تیری ہی مدح خوانی
سبحان من یرانی سبحان من یرانی

۴ پریشانیوں کو دور فرمائے آمین۔ خاکسار۔ سیدہ ..... زوجہ سید محمود علی مرحوم محی الدین پور .....

ایک غیر مبائع سب جج صاحب کے تاثراتِ قادیان کی حقیقت

(بقیہ صفحہ ۲)

اس زمرہ کے ایک امر نے تصادم کو ترک وطن کرنا پڑا تو محل تعریف کیسا لگا مخصوص جبکہ خدا کے الہام کے مطابق آپ اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برحق خلیفہ اور حسن و احسان میں آپ کے نظیر ہیں۔ اور الہی نوشتوں میں حضرت مسیح موعود کے متعلق ہجرت کرنے کی بھی پیشگوئی موجود ہے اس کے مطابق جب وقت آیا تو جس طرح قیصر و کسریٰ کے خزائن کی چابیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھوں میں آنے سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھ میں آئی سمجھی گئیں۔ تو خلیفۃ المسیح کی ہجرت مسیح موعود کی ہی ہجرت ٹھہری۔ باقی رہا ایسے مخالفانہ حالات میں ۳۱۳ آدمیوں کا قادیان میں رہ جانا واقعی مصلح موعود کا شاندار کارنامہ ہے۔ غور فرمائیے ایسے شدید مخالفانہ حالات میں جب کہ دیگر مسلمان اس علاقہ میں نہ ٹھہر سکے اور جماعت کی اکثریت بھی قادیان سے نکل جانے پر مجبور کی گئی اس قلیل تعداد کا یہاں ٹھہر جانا اسلام و احمدیت کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کا شاندار کارنامہ!!

علاوہ ازیں جس طرح خاص حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر خاص قربانیاں کرنے والے ایک بڑے مقام کو پہنچے اور حضور نے اپنی کتاب میں ان ۳۱۳ خوش نصیبوں کے اسمائے گرامی درج فرمائے۔ اسی طرح حسن و احسان میں مسیح موعودؑ کے نظیر مصلح موعود کے زمانہ میں اسلام کی صداقت کا یہ ایک عظیم الشان نشان انہی ۳۱۳ کی قربانی سے ظاہر ہوا۔ اور یہ نشان ایسا زبردست ہے کہ آج وہ مخالفین پر اتمام حجت کا کام دیتا ہے۔ کاش دنیا کی آنکھیں کھلیں اور ان کی قدر پہچانیں!!

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"ہمیں جب سکول کی عمارت دکھائی گئی تو ایک نوجوان نے طنزاً ہم سے کہا کہ مولانا محمد علی نے اس جگہ کو چھوڑتے وقت کہا تھا کہ اب اس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا جو آج تک ۔۔۔ پورا نہیں ہوا۔ دراصل وہ اللہ تعالیٰ ان کو بتلانا ضروری نہ سمجھا کہ اوّل تو مولانا محمد علی نے ایسا نہیں کہا ہے اور کہا بھی ہو تو تم دیکھ لو کہ مولانا محمد علی نے کم ہی کہا کیونکہ عیسائی اہل کتاب ہیں آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس پر سکھوں کا قبضہ ہے جس کا تم خود اقرار کرتے ہو"۔

موصوف کا اشارہ تعلیم الاسلام کالج کی عمارت کی طرف ہے جو تقسیم ملک کے وقت حالات کے انقلاب کے وقت عارضی طور پر جماعت کے قبضہ سے نکلا۔ مگر اب بلڈنگ تو انجمن کو واگذار ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ حالات کے بدلنے پر قبضہ بھی خدا تعالےٰ واپس دے گا۔

البتہ وہ بات جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ خواہ کسی بھی غیر مبائع نے کہی ہو۔ کہنے والے کا مدعا یہ تھا کہ ہم لوگوں کے قادیان سے چلے جانے کے بعد یہاں سے جماعت مٹ جائے گی اور نعوذ باللہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نااہلیت ثابت ہوگی۔ مگر کیا ایسا ہوا ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!! بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنی تائید و نصرت کے ساتھ آپ کی اہلیت کو ثابت کر دیا اور اس "بچے" کے ہاتھ سے نہ صرف قادیان کا یہ سکول ہی کالج بنا۔ بلکہ افریقہ میں عیسائیوں کے مقابل پر بیسیوں سکول اور شاندار کالج بھی قائم ہو چکے ہیں۔ انہیں تبلیغی علمی بے نظیر مساعی سے عیسائی دنیا اس سے مرعوب ہے۔ اور احمدی مبلغین کے ذریعہ اس علاقہ میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہے!!

اس کے بعد جناب عبد الصمد صاحب اپنی ابتدائی بات کا اعادہ کرتے ہوئے پھر لکھتے ہیں:۔

"میرے خیال میں قادیان میں کسی مسلمان کے لئے عموماً اور احمدی کے لئے خصوصاً بجز مصلح موعود پر ایمان نہ رکھتا ہو خصوصاً مرکز قائم کرنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں کیونکہ ہم نے محسوس کیا کہ جس طرح شیعہ حضرات عام مسلمانوں کو حب رسول کا واسطہ دے کر شیعہ بنانا چاہتے ہیں۔ مگر کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے اسی طرح ہمارے قادیانی بھائی ایک احمدی کو خصوصاً مسیح موعودؑ کی نبوت منوانے کا جوش تو رکھتے ہیں مگر کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانے کی پرواہ نہیں کرتے"۔

کس قدر خلاف واقعہ بات ہے شمس نصف النہار کو کیونکر ظلمت شب رات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کی وہ خصوصیت جسے اشد ترین مخالف بھی مانتے ہیں۔ اس سے انکار کیا! اصل بات وہی ہے جو کسی عربی شاعر نے اس طرح بیان کی ہے؎

کضرائر الحسناء قلن لوجھھا
حسدًا او بغضًا انہ لذمیم

غیر مسلموں میں مؤثر تبلیغ برابر جاری ہے اور بفضل تعالےٰ اس کے خوشکن نتائج بھی نکل رہے ہیں۔ [illegible] اس کا واضح ثبوت مرکزی دفتر دعوت و تبلیغ میں جانے سے مل سکتا ہے جہاں اردو، انگریزی، ہندی، گورمکھی، بنگالی، کنٹری، ملیالم وغیرہ مختلف زبانوں میں غیر مسلموں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر کے انبار دکھائی دیتے ہیں۔ اور بذریعہ ڈاک ملک کے اکناف میں بھیجے جا رہے ہیں۔ بیسیوں بنڈل مشاہدہ میں آ سکتے ہیں۔ رجسٹر مبلغین کی تبلیغی رپورٹوں اور ان سے خط و کتابت کا صحیح علم ہو سکتا ہے۔ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ آنے والے غیر مسلموں کو زبانی اور لٹریچر کے ذریعہ پیغام حق پہنچاتے بچشم خود ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں خدمت خلق کے جذبہ کے ماتحت احمدیہ شفاخانہ میں روزانہ بیسیوں غیر مسلموں کا مفت علاج معالجہ کیا جاتا اور جماعتی طاقت کے مطابق ایسے لوگوں کو علمی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے جو بجائے خود عملی تبلیغ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان باتوں کے ملاحظہ کے لئے جہاں کسی قدر حوصلہ اور محبت کی ضرورت ہے۔ وہاں وہ آنکھ بھی چاہئے جو حق کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آپ تو اتنے دن یہاں ٹھہرے رہے اور جماعت کی ان ٹھوس خدمات اسلامیہ کا آپ کو علم نہ ہو سکا مگر جن کو خدا نے چشم بصیرت عطا فرمائی ہے وہ آپ کی نسبت کہیں تھوڑے وقت میں بہت کچھ دیکھ گئے۔

[illegible] تو [illegible] کا [illegible] ہونے [illegible] کی [illegible] پیچھلے سال ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء میں علامہ نیاز فتحپوری صاحب صرف ایک رات کے لئے یہاں تشریف لائے مگر ان کی حقیقت شناس آنکھوں نے اس ماحول میں بہت کچھ دیکھا جس کا اظہار انہوں نے اپنے مؤقر رسالہ نگار میں ایک مفصل نوٹ کے ذریعہ فرمایا بطور اشارہ اس نوٹ کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ صاحب اپنے اس قابل قدر نوٹ کا آغاز اس فقرہ سے کرتے ہیں:۔

"۲۸ر ۲۹ر جولائی کی وہ چند ساعتیں جو میں نے قادیان میں بسر کیں میری زندگی کی وہ گھڑیاں تھیں جن کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا"۔

آگے چل کر لکھا:۔

"میرا قادیان آنا بھی اسی سلسلہ کی چیز تھی یعنی جس کی عملی زندگی کا ذکر برسوں سنتا چلا آرہا تھا اسے آنکھوں سے بھی دیکھنا چاہتا تھا۔

ہر چند میں بہت کم وقت لے کر یہاں آیا! لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نتیجہ تک پہنچنے کے لئے یہ قلیل فرصت بھی کم نہ تھی۔ کیونکہ اس جماعت کی زندگی ایک ایسا کھلا ہوا صحیفہ سعادت ہے جس کے مطالعہ کے لئے نہ زیادہ وقت کی ضرورت ہے نہ کسی چون و چرا کی اسی طرح ان کی دفتری تنظیم بھی گویا ایک شفاف آئینہ ہے جس میں زنگ کا نام تک نہیں یکسر خلوص و اخلاق۔ یکسر حرکت و عمل۔ قادیان میں احمدیہ جماعت کے افراد جو "درویشان قادیان" کہلاتے ہیں وہ سو سے زیادہ نہیں جو قصبہ کے ایک گوشہ میں نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا یک چراغ ہے جو ہوا خانہ کعبہ پر قرآن ہر کجا بھی مگری [illegible] یہی وہ مختصر سی جماعت ہے جس نے ۱۹۴۷ء کے خونیں دور میں اپنے آپ کو ذبح و قتل کے لئے پیش کر دیا اور اپنے ہادی و مرشد کے مسقط الراس کو ایک لمحہ کے لئے چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

موج خوں سے سر گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

یہی وہ جماعت ہے جس نے محض اخلاق سے ہزاروں شخصوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور ان سے بھی قادیان کو "دارالامان" تسلیم کرالیا۔ یہی وہ جماعت ہے جو ہندوستان کے تمام احمدی اداروں کا سررشتۂ تنظیم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور یہی وہ دور افتادہ مقام ہے جہاں سے تمام اکناف عالم میں اسلام وانسانیت کی عظیم خدمت انجام دی جا رہی ہے آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ صرف پچھلے تین سال کے عرصہ میں انہوں نے تعلیم اسلامی سیرتِ نبوی۔ ضرورت مذہب خصوصیات قرآن وغیرہ موضوع مباحث پر ۳۴ کتابیں ہندی اردو، انگریزی اور گورمکھی زبان میں شائع کیں اور ان کی ۵۰۰، ۴۴ کا پیاں تقریباً مفت تقسیم کیں۔

اسی طرح تعلیمی وظائف پر جن میں مسلم وغیر مسلم طلبہ دونوں برابر کے شریک ہیں ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء میں اس جماعت نے ۲۱ ہزار روپیہ صرف کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس سلسلہ میں ایک اور بڑی خدمت جو صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ قادیان کا شفاخانہ ہے۔ اس میں ۱۹۴۸ء سے اس وقت تک ۲۲۶۲۰۰ مریضوں کا علاج کیا گیا جن میں ۳۰ فیصدی مسلمان ۷۰ فی صدی غیر مسلم تھے۔

یہ ہیں وہ چند خدمات جماعت احمدیہ قادیان کی جن سے متاثر ہو کر ۱۹۴۷ء سے کر اس وقت تک قریب قریب ڈیڑھ لاکھ آدمیوں نے یہاں کے حالات کا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا کی۔

(رسالہ نگار لکھنؤ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء)

اب ان تاثرات کا مقابلہ زیر نظر تاثرات سے کر کے دیکھ لیں کہ کس نے حقیقت کو پہچانا اور کس نے تعصب کی راہ اختیار کی؟

مضمون کے آخر میں جناب عبدالصمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"کاش جتنا وقت ہم بیکار ضائع کیگیا اگر اس کا دسواں حصہ بھی سکھوں میں محمد کا ال..

کر۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام۔ ۔ کہتے ہیں صرف کیا جاتا تو شاندار نتائج نکل سکتے تھے کیونکہ مسیح موعود نے کافی مواد سکھوں میں تبلیغ کرنے کے لئے چھوڑا ہے اور میرے خیال میں ایک مسلمان کو احمدی بنانے کی کوشش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ غیر مسلم کو مسلم بنایا جائے"!

یہ ایک اور واضح ثبوت ہے مبائعین کے ناقابل تردید دلائل کے سامنے موصوف کے عجز کا۔ بیشک جن مسیح موعود علیہ السلام نے سکھوں میں تبلیغ کرنے کے لئے کافی مواد چھوڑا ہے انہیں کی تحریرات سے نبوت و رسالت پر واضح روشنی پڑتی ہے بلکہ اکابرین لاہور نے بھی اپنی پرانی تحریرات میں اس بارہ میں کافی مواد چھوڑا ہے۔ کاش اس پر نظر کی جائے!!

بایں ہمہ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا مشورہ دینے کا شکریہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا جماعت قادیان اس اہم فریضہ سے غافل نہیں بلکہ اس سلسلہ میں اپنی ہمت و طاقت کے مطابق شب و روز کوشاں ہے مگر افسوس کہ ہمیں جناب عبدالصمد صاحب کے اس خیال سے اتفاق نہیں کہ:۔

"میرے خیال میں ایک مسلمان کو احمدی بنانے کی کوشش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ غیر مسلم کو مسلم بنایا جائے"۔

کیونکہ ایک تو یہ بات قرآن کریم کی اصولی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔ دوسرے اس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد بعثت ہی فوت ہو جاتا ہے جس کی طرف حسب ذیل الہامی شعر اشارہ کر رہا ہے:۔

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اور خصوصیت سے مسلمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حبِ پیمبرم

زیر نظر مضمون کے اس حصہ کو پڑھ کر بار بار تعجب آتا ہے کہ موصوف نے یہ کیا لکھ دیا۔ "پیغام صلح" نے بھی اس پر غور نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد صاحب قادیان میں ہمارے پختہ دلائل سے ایسے ہو گئے ہیں اور لاجواب ہو کر لوٹے ہیں کہ بار بار اس کا اعادہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور اپنی بات کو معقولیت کا رنگ دینے کیلئے نامعقول قسم کے مواد کا اعادہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے ورنہ ان

پڑیگا کہ اہل پیغام انگلستان میں تو مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کو پیش کرنے سے گریز کرتے ہی تھے مگر اب وہ عامۃ المسلمین میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچانے کی ضرورت نہیں

سمجھتے خدا کرے اس راہ میں ہمارے پیغامی دوست موصوف کے جھنجال میں نہ پھنسیں!! خدا تعالیٰ انہیں بھی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق دے تاوہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس برکت سے محروم نہ رہیں!

یومِ خلافت کی تقریب پر جلسے

کلکتہ

مورخہ ۲۸؍ مئی کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں یوم خلافت منایا گیا۔ جس کے بعد نماز مغرب مکرم شرافت احمد خان صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں ایک جلسے کا انعقاد ہوا۔ سب سے پہلے الحاج منشی شمس الدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ازاں بعد محمد اسمٰعیل صاحب وہرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد سید مسعود احمد صاحب نے خلافت سے متعلق مختصر تقریر کی۔ ان کے بعد مکرم عبدالکریم صاحب نے خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ اور مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی پیشگوئی پڑھ کر سنائی۔ بعدازاں الحاج منشی شمس الدین صاحب نے اخبار الفضل سے خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لیکچر پڑھ کر سنایا۔

آخر میں خاکسار نے تقریر کی جس میں خلافت کی تعریف۔ ضرورت اہمیت۔ انتخاب خلافت۔ علامات خلافت۔ اختیارات خلافت اور برکاتِ خلافت پر روشنی ڈالی۔ اسی سلسلہ میں مسئلہ عزلِ خلفاء پر بھی سیر کن بحث کی گئی۔ اور خلافت احمدیہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشادات سنائے۔ نیز خلافت ثانیہ میں جو عظیم الشان کام ہوا۔ اس پر روشنی ڈالی گئی۔ خاکسار کی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

دورانِ جلسہ میں ناصر احمد صاحب باقی۔ عبدالمجید صاحب مالاباری اور عبدالمالک صاحب نے نظموں کے ذریعہ حاضرین کو محظوظ کیا۔

یہ جلسہ ۲½ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور بالآخر دعا پر بخیر و خوبی ختم ہوا۔

خاکسار:۔
بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

لکھنؤ

مورخہ ۲۷؍ مئی۔ محترم سیٹھ خیرالدین صاحب مرحوم کے مکان پر بعد نماز مغرب خاکسار کی صدارت میں یوم خلافت کے سلسلہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مرحوم سیٹھ صاحب کے صاحبزادے مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے اخبار بدر سے قیام خلافت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات عمدہ پیرایہ میں پڑھ کر سنائے۔

بعدہٗ خاکسار نے خلافت کی اہمیت۔ ضرورت اور برکات پر روشنی ڈالی۔ اور بعض دیگر امور کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار
منظور احمد مبلغ لکھنؤ

اعانت بدر: محترمہ اہلیہ صاحبہ محمد صادق صاحب شاہجہانپور نے اپنے بچوں کی سالانہ امتحان میں کامیابی پر بطور شکرانہ اخبار بدر کی اعانت کیلئے مبلغ ۴ روپے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھا اللہ تعالیٰ۔ دوست انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(مینیجر)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ بعمر ۷۰ سال مورخہ ۲۱؍۵؍۶۱ کو انتقال فرما گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت فردوس میں جگہ دے اور ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار رحمن خان احمدی مبلغ سلسلہ احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)

درخواست دعا: میرا خادم ماسٹر غلام رسول بٹ رشی نگر کشمیر ایک مہینہ سے سخت بیمار ہے اور اب سرینگر ہسپتال میں زیر علاج ہے تمام احمدی جماعت و درویشان کرام موصوف کی کامل صحتیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالکریم

ہندوستان میں مسلم حکمرانوں کی رواداری وانصاف

(از مکرم زین العابدین صاحب الوّر ملا باری ادیب فاضل۔ قادیان)

عنوان بالا پر مضمون تحریر کرنے سے پہلے اختصار کے ساتھ یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں بدیسی راج کو مضبوط کرنے کے لئے علاوہ دیگر ہتھکنڈوں کے یہ طریقہ بھی اختیار کیا کہ اپنے پیشرو مسلمان حکمرانوں کے خلاف بہت سی بے سروپا باتیں غلط طور پیش کر کے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ ظاہر کیا کہ گویا انہوں نے اپنے زمانہ اقتدار میں ملکی باشندوں کو ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا اور ان کے مذہبی اور سماجی حقوق کا اتلاف کیا۔ ان کا یہ اقدام اس لئے بھی تھا کہ وہ ملک کی دو بڑی اہم قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان منافرت اور عداوت کا جذبہ بڑھانا چاہتے تھے۔ اور "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کر کے اپنی بدیسی حکومت کو مضبوط کرنا چاہتے تھے۔

اب جبکہ انگریز ملک سے جا چکے ہیں اور ان کی حکومت اور اقتدار بھی ختم ہو چکا ہے سلطنت بھارت اپنی حکومت بر سر اقتدار ہے۔ ملک کے سب باشندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ باہمی اتحاد اور محبت سے تعمیری کاموں میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں تاکہ وہ آزاد ممالک کی صف اول میں کھڑا ہو سکے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم وہ سب باتیں بھول جائیں جو گذشتہ زمانہ میں ہو چکیں اور جن کے اثر سے اب بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تلخی اور منافرت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا عنوان بالا کا مضمون نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے باہمی منافرت کے ایک بڑے سبب کا علاج ہوتا ہے۔

اسلامی رواداری وانصاف۔ مذاہب

عالم میں صرف اسلام ہی وہ مقدس مذہب ہے جس نے سب سے پہلے دنیا کو مساوات، انصاف اور رواداری کا سبق سکھایا۔ مسلمان حاکموں نے اپنے دور اقبال میں فیاضی، وسعت قلبی اور سیر چشمی کا جو نمونہ دکھایا اور اپنے ماتحتوں اور غیر مسلموں سے جس طور کی رواداری برتی۔ اس کی مثال تواریخ اقوام و مذاہب میں ملنی ممکن نہیں۔ مسلمان جس ملک میں گئے اپنی مخلصانہ کوششوں سے ترقی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچے۔ اور جس قوم پر فتح پائی اسے ہر قسم کے حقوق دیئے۔ بت پرستی کے عقیدہ کے خلاف ہونے

کے باوجود اپنی بت پرست رعایا کے مندروں اور معبدوں کی ہر طرح حفاظت کی۔ اور اپنی غیر مسلم رعایا کو مذہبی مراسم ادا کرنے کی پوری پوری آزادی بخشی۔ ان کے مندروں کی رونق کو بحال رکھنے کے لئے لاکھوں روپوں کی جاگیریں وقف کر دیں۔ حکومت کے اہم کاموں اور اعلیٰ اور کلیدی عہدوں پر متعین کیا اور انہیں بلند مناصب پر قائم کیا۔

الغرض اسلام کے نام لیواؤں نے مشرق و مغرب میں اپنی غیر مسلم رعایا سے ہمیشہ محسنانہ سلوک کیا۔ ان کے ساتھ رواداری وانصاف سے پیش آئے۔ اگر چند ہزار غیر ملکی مسلمان کروڑوں غیر مسلم ہندوستانیوں سے آزادی و رواداری کا سلوک نہ کرتے تو ان کی حکومت چند سال بھی قائم نہ رہتی۔ مسلمانوں کی حکومت کا اس قدر طویل عرصہ قائم رہنا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ مسلمان حکمران اپنی رعایا کے نظروں میں محبت و احترام کا مقام رکھتے تھے۔ مسلمان بادشاہ اور حکام ہندوؤں کے مذہب میں اندرونی طور پر کوئی مداخلت نہ کرتے تھے۔ راجدھانی میں بھی اور صوبائی مرکزوں میں بھی بتوں کی پوجا کھلم کھلا کی جاتی تھی۔ بت خانوں کے ناقوسوں کی آوازیں بادشاہوں کے عظیم الشان محلوں کے اندر تک سنائی دیتی تھیں۔ لیکن مسلمان بادشاہوں نے اپنی رواداری اور وسیع مشربی سے ان سب باتوں کو بخوشی قبول کیا۔ جب ہندوؤں میں بھگتی کی تحریک شروع ہوئی۔ تو خود مسلمان بادشاہوں نے اس کی سرپرستی اور امداد کی اور ہندو مذہب کے مبلغین کو تبلیغ مذہب کے پورے پورے حقوق عطا کئے۔

مسلمان بادشاہوں پر مندروں کو ڈھانے اور جزیہ کا ٹیکس لگانے کے الزامات مخالفین اسلام کی طرف سے عام طور پر لگائے جاتے ہیں۔ لیکن تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ امن کے زمانہ میں کسی مسلمان فاتح نے کسی مندر کو نہیں چھیڑا۔ ہاں جنگ و پیکار کے درمیان میں کہیں کہیں ایسا ہو گیا ہوگا۔ لیکن صلح کے ایام میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ اور جنگ کے دوران میں بھی بعض دفعہ اس وجہ سے ایسے واقعات ہوئے کہ بہت سے مندر فوجی قلعوں کی شکل میں پائے جاتے تھے۔ اور استعمال ہوتے تھے۔ جناب پنڈت نہرو صاحب نے بھی اس حقیقت کو اپنی کتاب "Glimpses of World History" میں تسلیم کیا ہے مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کے باوجود بڑے بڑے قدیمی مندروں کا قائم رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کی یہ پالیسی نہ تھی کہ مندروں کو مسمار کیا جائے۔

جزیہ کے ٹیکس کے متعلق بے شمار مسلمان مصنفین و مورخین توضیحات کر چکے ہیں۔ اور مستند ذرائع سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ ٹیکس نہ ہندوؤں پر سختی کی نیت سے نافذ کیا گیا تھا۔ نہ انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا مقصود تھا۔ بلکہ تندرست اور کمانے والے غیر مسلموں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے ان سے ایک معمولی سا محصول لیا جاتا تھا۔ جس کی مقدار آٹھ آنے فی کس سالانہ سے زیادہ نہ تھی اور اس کے بدلے میں ان کو فوجی خدمت معاف تھی۔ عورتیں۔ بچے۔ مجنون۔ اپاہج۔ بیمار۔ غلام۔ فوجی ملازم اور زنادار سب اس ٹیکس سے مستثنیٰ تھے۔ ہندوؤں کے پرچارک۔ مندروں کے پجاری اور ان کے تمام دھارمک پیشوا اور سادھو بھی جزیہ سے آزاد تھے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں پر زکوٰۃ نافذ تھی یعنی اگر لاکھ روپیہ رکھنے والا ہندو سالانہ صرف چھ روپے جزیہ ادا کرتا تھا۔ تو اس پونجی کے مالک مسلمان کو ڈھائی ہزار روپے بطور زکوٰۃ ادا کرنے پڑتے تھے۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کیا شاہانِ اسلام اپنی غیر مسلم رعایا کے لئے ظالم اور جابر تھے یا انصاف اور رواداری برتنے والے تھے؟

ہندوستان کے سب سے پہلے مسلم فاتح محمد بن قاسم کے متعلق ہر لال آنند بیان فرماتے ہیں:۔

"وہ (محمد بن قاسم) ہندوؤں کی سوشل اور مذہبی رسومات اور اعتقادات کی عزت کرتا تھا۔ ہندوؤں کو قانون کی ویسی ہی پناہ حاصل تھی جیسا کہ مسلمانوں کو تھی۔ ان کے سوشل اور مذہبی فنکشنوں میں کوئی مداخلت نہیں کی جاتی تھی۔ وہ اپنے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ قاسم بت شکن تھا نہ ہی اس کے بعد آنے والوں میں سے کوئی تھا۔ سابقہ ہندوؤں کے لئے تمام سرکاری دفاتر کھول دیئے گئے تھے۔ قاسم نے وزارت کے اعلیٰ ترین عہدہ اپنے وقت کے ایک مشہور ہندو فلاسفر مسمی کاکسا کو عطا کیا تھا۔ عربوں کے ماتحت سندھ مذہبی آزادی کی سرزمین تھی"۔

مشہور آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور ۸ نومبر ۱۹۲۳ء میں کشمیر کے سلطان زین العابدین کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

"کشمیر کا سلطان زین العابدین جس کو کشمیری بوجہ عظمت بڈ شاہ کہتے ہیں جلال الدین محمد اکبر سے پچاسی سال قبل گذرا ہے۔ اس بادشاہ کی رعایا پروری بے تعصبی اور مذہبی رواداری اکبر سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ اس کے زمانہ میں ہندوؤں کو اپنی مذہبی رسوم کی بجا آوری کے لئے جو سہولتیں حاصل تھیں۔ ان کا تذکرہ ہندو تاریخوں میں بھی تفصیل سے موجود ہے۔ ہندوؤں کے میلوں تہواروں اور تیرتھوں پر سلطان خود حاضر ہوتا تاکہ کسی حاکم یا اہل کار کو ہندوؤں کے مذہبی امور میں مداخلت کی جرأت نہ ہو۔ اس نے برہمنوں کے بیٹوں کو عربی فارسی کی تعلیم دلا کر بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز کیا۔ ویدوں شاستروں اور پرانوں کے ترجمے کرائے۔ ایک ہندو برہمن کو وزیر تعلیم مقرر کیا۔ مندروں کے مصارف کے لئے جاگیریں عطا کیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ سلطان زین العابدین خود نہایت راسخ الاعتقاد مسلمان تھا۔ اکبر کی طرح اس کو مذہبی آزادی نے ملحد نہیں بنا دیا تھا"۔

اگر کسی بادشاہ یا امیر سے کسی وقت غلط میلان کا اظہار ہوتا۔ تو علماء اسلام اس کو رواداری کا سبق سکھانے میں تامل نہ کرتے۔ مثلاً سکندر لودھی نے تھانیسر کے ایام میں سنا کہ تھانیسر میں ایک تالاب ہے۔ جس کو ہندو متبرک سمجھتے ہیں۔ اور اس میں غسل کرنا باعث نجات ابدی تصور کرتے ہیں۔ وہاں ایک مندر بھی ہے۔ جس میں بتوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ سکندر نے علماء سے پوچھا کہ آیا

میں اس شرک وکفر کے مرکز کو برباد کر دوں!
علماء نے کہا
بت خانہ ہائے قدیم کو ویران کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ہندوؤں کو تالاب میں نہانے سے بھی کوئی منع نہیں کر سکتا۔
سکندر لودھی نے طیش میں آکر قبضۂ خنجر پر ہاتھ رکھا اور کہا تم کفار کی جانبداری کرتے ہو۔
ایک عالم دین نے آگے بڑھ کر کہا۔ ہم کفار کی نہیں بلکہ حق کی جانبداری کرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ اور تعلیم اسلام کی اشاعت میں اظہار حق سے ہمیں کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ شہزادہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا۔ (طبقات اکبری صفحہ ۱۷۰)
شیر شاہ سوری کہا کرتا تھا کہ بادشاہ کو رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا فرض ہر وقت ادا کرنا چاہیئے۔ عوام کے تمام طبقات کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اور تمام حکام سلطنت کو حکم دینا چاہیئے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں ظلم و تشدد سے قطعی طور پر اجتناب کریں۔
(عباس سروانی تاریخ شیر شاہی)
شیر شاہ نے ہندوؤں کو کاروبار حکومت میں بھی فیاضانہ حصہ عطا کیا اور سرکاری سراؤں اور شفاخانوں میں ان کے قیام، طعام اور علاج کے مخصوص انتظامات کئے۔ مشہور مؤرخ پنڈت ایشوری پرشاد نے لکھا ہے:۔
"ہندوؤں کے ساتھ انصاف اور رواداری کا سلوک کیا جاتا تھا۔ ہندو رعایا میں تعلیم پھیلانے کے لئے سلطان نے ان کو وظائف عطا کئے۔ یہی وہ فیاضانہ اور مفید رویہ تھا۔ جس کی وجہ سے سلطان کی پوری رعایا بلا لحاظ مذہب و ملت اس پر فریفتہ تھی۔"
(ہسٹری آف مسلم رول صفحہ ۲۱۲) (باقی)

بدھسٹ سوسائٹی موسٰی بنی مائینز میں احمدی مبلغ کی تقریر

مہاتما بدھ کی پاک زندگی اور سیرت پر ایک پبلک جلسہ بدھسٹ سوسائٹی موسٰی بنی مائینز کی طرف سے مورخہ ۲/۵/۶۱ بوقت شام ساڑھے پانچ بجے بمقام جنرل لائبریری موسٰے بنی مائینز کے ہال میں رکھا گیا تھا۔ جس میں خاکسار کو بھی تقریر کرنے کی دعوت دی گئی تھی وقت مقررہ پر خاکسار مع مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال جو اتفاق سے اس موقعہ پر یہاں موجود تھے۔ جلسہ گاہ پر پہنچ گئے۔ افراد جماعت احمدیہ موسٰی بنی مائینز بھی ہمارے ساتھ تھے۔

جلسہ کی کارروائی مکرم جناب O. D. B صاحب موسٰے بنی مائینز کی صدارت میں شروع ہونی تھی مگر صاحب موصوف کسی ضروری کام میں معروف ہونے کے باعث وقت مقررہ پر حاضر نہ ہو سکے۔ منتظمین جلسہ نے خاکسار سے صدارت کے فرائض انجام دینے کی خواہش کی۔ اور خاکسار نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُسے منظور کر لیا۔ چنانچہ جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ مکرم شیخ دوراب صاحب رکن خدام الاحمدیہ موسٰی بنی مائینز نے ایک ہندی نظم جس میں باہمی اتفاق و اتحاد سے رہنے پر زور دیا گیا تھا۔ خوش الحانی کے ساتھ پڑھی

بعد ازاں پہلی تقریر بدھ مذہب کے ایک بھکشو صاحب کی تھی۔ جو خاص اس تقریب میں تقریر کرنے کی غرض سے صوبہ بنگال ۔۔۔ سے آئے گئے تھے۔ بھکشو صاحب نے اپنی تقریر میں مہاتما بدھ کی سوانح حیات اور پاک زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے سامعین سے درخواست کی کہ وہ بھی اپنے آپ میں نیک تبدیلی پیدا کریں۔ چونکہ بھکشو صاحب کی زبان بنگالی تھی۔ اس لئے سب سامعین تقریر کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ نصف گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد بھکشو صاحب اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

دوسری تقریر سشری پنچا بابو صاحب کی تھی جس میں انہوں نے حضرت مہاتما بدھ کی چیدہ چیدہ تعلیم کو بیان کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ آخر میں خاکسار نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا نظریہ پیش کیا۔ اور بتایا کہ ہم حضرت مہاتما بدھ کو اپنے زمانہ کا اوتار اور نبی سمجھتے ہیں جن کی عزت و تکریم کرنا ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اس موقع پر خاکسار نے حضرت بدھ کی تعلیم کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ حضرت بدھ موحد تھے اور انہوں نے ایک خدا کی پرستش کی اور شرک سے مجتنب رہے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خاکسار نے قرآن کریم سے اسلام کی تعلیم پیش کی۔ اور بتایا کہ قرآن کریم میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ "وان من اُمّةٍ اِلّا خلا فیها نذیر" اور "لکل قوم هاد"۔ اور کہ جماعت احمدیہ اسی قرآنی تعلیم کی بناء پر بھارت ورش میں پیدا ہونے والے مہاپرشوں حضرت کرشن، حضرت بدھ، حضرت رامچندر اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام مثلاً حضرت موسٰے، حضرت عیسٰے اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالٰے کے سچے اور پاک نبی تسلیم کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ ہمارے اس زمانہ میں بھی ایک نبی قادیان کی مقدس بستی میں بدھ کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جس کے متعلق بدھسٹ کتب میں بھی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ مہاتما بدھ سے سوال کیا گیا کہ "جب تو چلا جائیگا تو ہم کو کون تعلیم دے گا"۔ مہاتما بدھ نے جواب دیا۔

"صرف میں ہی اکیلا بدھ نہیں ہوں ۔۔۔۔ اور میں آخری بدھ بھی نہیں ہوں۔ جب تھوڑے دن کے واسطے بھرم کے بادل روشنی کو دھندلی کر دیں گے تو مناسب وقت میں دوسرا بدھ پیدا ہوگا اور پھر اسی سچائی کو ظاہر کرے گا جس کی میں نے تعلیم دی ہے۔۔۔۔ اور میرے بعد جو بدھ آئے گا متریہ کے نام سے مشہور ہوگا"
(گلپیات دھرم صفحہ ۲۱۷)

سو وہ متریہ جو متری سندیش کے ذریعہ دنیا میں امن اور شانتی کو قائم کرنے کی تعلیم پیش کی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں جن کے متعلق وید میں بھی پیشگوئی تھی کہ
"احمدی پشتری میدھم رتیسہ ۔۔۔
(باقی کالم نمبر ۴ کے نیچے)

"چمکا ہوا احمد سوریہ اور اجنی"
(سوکت ۱۱۵ اشترا ۱) (اکر وید)
لہذا وید میں بھی بتایا ہے کہ آنے والے رشی کا نام احمد ہوگا۔ اس موقع پر خاکسار نے تفصیل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پیش کیا اور آپ کی تعلیم کو سامعین کے سامنے رکھا۔ خاکسار کی تقریر ایک گھنٹہ تک ہوئی اور دعا کے بعد یہ جلسہ برخواست ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

خاکسار:۔
بی۔ محمد موسٰے مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم موسٰی بنی مائینز

دیگر زبانوں کی طرح سنسکرت زبان بھی عربی ہی سے نکلی ہے

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کا خاص نمبر

ماہ نومبر ۱۹۶۰ء کا رسالہ ریویو آف ریلیجنز ایک ہی مضمون پر مشتمل ہے۔ یعنی "دیگر زبانوں کی طرح سنسکرت زبان بھی عربی سے ہی نکلی ہے"۔ یہ امر کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے ایک ایسا دعوے ہے جس کی حقیقت کا سہرا صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر ہے۔ کیونکہ آپ سے پہلے کسی اور نے یہ دعوٰے نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ سنسکرت۔ فارسی اور یورپ کی دیگر زبانوں میں اشتراک پایا جاتا ہے آپ کے تتبع میں آپ کے ایک خادم مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور نے ایک لمبی تحقیقات کے بعد ایسے اصول وضع کئے ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام الفاظ خواہ کسی زبان کے ہوں اُن کا مادہ عربی میں موجود ہے اور یہ کہ سنسکرت بھی اس سے مستثنٰی نہیں۔ وہ بھی عربی زبان کی مرہونِ منت ہے۔ یہ مکمل مضمون نومبر کے پرچے میں تمام و کمال شائع کر دیا گیا ہے تاکہ یکجائی طور پر سارا مضمون نظر کے سامنے آجائے۔ اس رسالے کا حجم اصل سے دو گنے کے قریب ہو گیا ہے یعنی ۸۰ صفحے پر ختم ہوا ہے کچھ کاپیاں اس کی باقی رہ گئی ہیں ام الالسنہ سے دلچسپی رکھنے والے احباب اسے جلد خرید فرمالیں۔ پھر یہ مضمون نایاب ہو جائے گا قیمت صرف اٹھ آنے فی نسخہ ہی رکھی گئی ہے۔ مینیجنگ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز ربوہ پاکستان

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خدائی جماعتوں اور دنیاوی ذرقوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جہاں دنیاوی گروہوں کا تکیہ صرف اور صرف دنیاوی وسائل پر ہوتا ہے اور ان وسائل میں کسی جہت سے کمی ہونے پر اور مشکلات کے وقت میں ان کی یکجہتی و تنظیم دم توڑ دیتی ہے۔ وہاں خدائی جماعتوں کا توکل وسائل ظاہری سے زیادہ خدا پر ہوتا ہے۔ اور ہر امتحان سے خدا تعالےٰ انہیں کامیاب اور ہر مصیبت سے انہیں مامون رکھتے ہوئے ان کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ اور مشکلات کے وقت بعض اوقات وہ اپنے مخلصین کے دلوں میں زیادہ قربانی کرنے کی تحریک و جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ جس کی وجہ سے جہاں وہ زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور دوسرے مومنین کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کرتے ہیں۔ وہاں وقتی مشکل کا حل ہو جاتا ہے۔

۱۹۶۱ء کے اوائل میں مرکز سلسلہ قادیان کی مالی مشکلات بہت زیادہ ہو گئیں کہ جس کی وجہ سے سلسلہ کے ضروری کاموں میں رکاوٹ و تاخیر کا خدشہ پیدا ہو گیا اور بار خزانہ کے پورا کرنے کی بظاہر کوئی صورت نہ نظر آتی تھی۔ کہ اس حالت میں مندرجہ ذیل مخلصین اپنے جملہ چندوں کی ادائیگی، چندہ جات لازمی میں اضافہ اور حصہ جائداد و وصیت ادا کر کے حالیہ مشکلات مرکز کے دور کرنے میں قابل ذکر حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کے اموال میں برکت دے کر مزید بیش خدمات دینیہ کی توفیق دے

۱۔ مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل کلکتہ
۲۔ " میاں محمد بشیر صاحب سہگل "
۳۔ " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی "
۴۔ " سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی "
۵۔ مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ
۶۔ مکرم سید مبشر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

ان سب کے متعلق تفصیلی اعلان اس سے قبل اخبار بدر میں ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد کل کی ڈاک سے ایک اور مخلص دوست مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب کلکتہ کی طرف سے وصیت کی مد حصہ جائیداد میں مبلغ پانچ ہزار روپیہ کی قسط اول کی ادائیگی کی اطلاع ملی۔ اللہ تعالےٰ سیٹھ محمد حسین صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے کاروبار میں برکت دے۔ اور ان کو مزید مالی خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

مندرجہ بالا مخلصین کی توجہ سے مرکز کی مالی مشکلات میں ایک حد تک کمی تو ضرور ہو گئی ہے اور پہلے جیسی تشویش کی صورت نہیں۔ لیکن ابھی بار خزانہ کو پورا کرنے کے لئے کم و بیش پچیس ہزار روپیہ اس وقت مطلوب ہے۔ اس لئے دیگر مخلص احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بھی اس طرف جلد توجہ فرما کر اس کمی کو جلد پورا کرنے میں تعاون فرمادیں۔

اللہ تعالےٰ جملہ احباب کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ولادتیں

۱۔ میرے برادر عزیز ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ۱۲ر مئی ۱۹۶۱ء کو لڑکا عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔ بزرگان سلسلہ اور سب احباب کرام اور بہنیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو نیک خادم دین اور صاحب اقبال اور خاندان کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

خاکسارہ امینہ محمود فاروق صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

نوٹ۔ اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے مبلغ ۱۰/- روپے اور نومولود کی پھوپھی صاحبہ نے دو روپیہ امانت بدر کیلئے مرحمت فرمائے فجزاھم اللہ احسن الجزاء

۲۔ خاکسار کے تایا مولوی محمد عبد اللہ صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کو مورخہ ۱۹/۵/۶۱ کو اللہ تعالےٰ نے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار انوار الحسن متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان ۶/۶/۶۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے دو پیغامات

۱۔ احباب جماعت کے نام:۔ **اضافہ چندہ جات کے لئے**

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دوگے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی۔ مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

۲۔ عہدیداران جماعت کے نام:۔ **بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کیلئے**

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح سابقہ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

اب احباب جماعت و عہدیداران کرام اپنے نام اپنے پیارے امام کے پیغام کو پڑھ لیں اور اس کے جواب میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جملہ امراء، صدر صاحبان، مبلغین کرام، سیکرٹریان مال اور احباب جماعت سے اس بارہ میں خاص کوشش و تعاون کی درخواست ہے تاکہ خدا تعالےٰ کے وعدوں کو پورا ہونے میں ہمارا بھی ہاتھ ہو۔

اللہ تعالےٰ سب کو اپنے فضل سے فرض شناسی اور حضور کے ارشاد پر لبیک کہنے کی عملی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

قادیان مورخہ ۳؍جون کو سردار سنگھارا سنگھ نمبردار منگل باغبانان متصل قادیان کے لڑکے سردار سجن سنگھ کا شگن تھا۔ اس موقعہ پر انہوں نے بہت دوستوں اور رشتہ داروں کو شمولیت کے لئے دعوت دی۔ اس میں مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ مع چند دیگر احباب کے بھی شامل ہوئے۔ شام کا کھانا بھی سردار صاحب نے سب مدعوین کو اپنے ہاں کھلایا۔ ہمارے احباب ساڑھے نو بجے شب واپس قادیان پہنچ گئے۔ وہاں پر بھینی بسوال سے آمدہ مہمانوں کا ایک بچہ اچانک بیہوش ہو گیا۔ ڈاکٹر غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ اطلاع ملنے پر فوراً پہنچے اور جلدی سے علاج کیا۔ (نامہ نگار)

وی آنا ۵؍جون۔ امریکہ کے صدر مسٹر کینیڈی اور وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کے درمیان بات چیت کا دوسرا اور آخری دور کل رات بھارتی وقت کے مطابق ۹ بجے رات ختم ہوا۔ اس کے بعد ایک مشترکہ اعلان جاری کیا گیا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ بات چیت مفید رہی ہے۔ دونوں رہنماؤں نے لاؤس کو ایک آزاد اور خود مختار ملک بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے لاؤس میں مؤثر طریق پر لڑائی بند کئے جانے کی اہمیت کا اعتراف کیا۔ کل انہوں نے ایٹمی تجربات پر پابندی۔ تخفیف اسلحہ اور جرمنی کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کیا۔ مشترکہ اعلان میں کہا گیا کہ دونوں رہنماؤں نے ان تمام مسائل پر جن میں دونوں ملکوں اور ساری دنیا کا مفاد اور دلچسپی ہے۔ آپس میں رابطہ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ یہ مشترکہ بیان ۱۲۵ الفاظ پر مشتمل تھا۔ اور یہ حالیہ عرصہ میں اس قسم کی اعلےٰ سطح کی بات چیت کے بعد مختصر ترین کمیونک کی حیثیت رکھتا ہے۔

بعد میں وائٹ ہاؤس (امریکہ) کے ترجمان مسٹر پیری سیلنگر نے جنہوں نے روس اور امریکہ کے ترجمانوں کی مشترکہ پریس کانفرنس کی صدارت کی۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ سردست مسٹر کینیڈی اور مسٹر خروشچیف میں کسی اور ملاقات کی تجویز نہیں ہے۔ لیکن باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ مسٹر خروشچیف نے صدر کینیڈی کو دورۂ روس کی دعوت دی ہے۔ کل کی بات چیت روسی سفارت خانہ میں ہوئی تھی۔ اور بات چیت کے بعد مسٹر خروشچیف نے سفارت خانہ کی سیڑھیوں پر آکر صدر کینیڈی کو الوداع کہی۔

ماسکو ریڈیو نے بات چیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ دونوں رہنماؤں میں بے تکلفی سے اور آزادانہ طور پر دوستانہ بات چیت ہوئی ہے۔ اور اس کا آغاز اچھا ہوا ہے۔ لیکن لندنی حلقوں کا کہنا ہے کہ یہ بات چیت معلوم نہیں ہو سکی۔ اور ایک مشترکہ اعلان میں عالمی مسائل کے بارے میں خاموشی اختیار کر کے اس سلسلہ میں ناکامی کا جو اعتراف کیا گیا ہے۔ گویا اس سے کرائسس ٹلے گا بلکہ یہ گہرا ہو جائے گا۔ مغربی جرمنی کے سیاسی حلقوں نے کہا ہے کہ انہیں دشواس ہے کہ صدر کینیڈی نے مغربی طاقتوں کی خوب نمائندگی کی ہے انہوں نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ مستقبل قریب میں روس برلن کے متعلق کوئی نیا اقدام نہیں کرے گا۔

کلکتہ ۵؍جون۔ مرکزی ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے کل ملیجر پر مختلف نمائندوں کے ساتھ اپنی بات چیت ختم کرنے کے بعد ایک بیان میں کہا کہ وہ کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ بھاشائی مسئلہ پر مختلف رائے رکھنے والے فریقوں کو ایک مشترکہ مقام پر نہ لایا جا سکے۔ انہوں نے ایسا حل ڈھونڈنے کے بارہ میں امید کا اظہار کیا جو سب کے لئے قابل قبول ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ وقت دور نہیں جب اس معاملہ پر سمجھوتہ ہو جائے گا اور نارمل حالات بحال ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ وادی برہم پتر اور کچھار کے لوگ بھارت کے اس معمولی سے سوال کو کیوں حل نہیں کر سکتے۔ اگر صدر کینیڈی اور مسٹر خروشچیف جن کے نظریات اور پالیسی ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہے۔ ایک میز پر اکٹھے بیٹھ کر بات چیت کر کے کئی پیچیدہ مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ تو پھر آسام کے لوگ کیوں ایسا نہیں کر سکتے۔

نئی دہلی ۵؍جون۔ محکمہ ڈاک و تار آل انڈیا ریڈیو کی سلور جوبلی منانے کے لئے ۱۵ نئے پیسے کی مالیت کا ایک یادگاری ٹکٹ ۸؍جون کو جاری کرے گا۔ اسی روز پہلے دن خصوصی لفافے بھی جاری کئے جائیں گے۔ جن کی مالیت ۵ نئے پیسے ہو گی۔ ٹکٹوں پر مہریں لگانے کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔

راولپنڈی ۵؍جون۔ پاکستان سرکار نے بھارت سے ۲۵ ہزار ٹن چینی خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں دونوں ملکوں کے نمائندوں کے درمیان بدھوار کو راولپنڈی میں معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ پاکستان نے ۱۷ ملکوں سے ٹنڈر مانگے تھے۔

وی آنا ۵؍جون۔ وزیر اعظم مسٹر خروشچیف آج بذریعہ ہوائی جہاز ماسکو روانہ ہو گئے۔ انہوں نے ہوائی اڈہ پر کہا کہ امریکہ کے صدر مسٹر کینیڈی کے ساتھ ان کی بات چیت مستقل امن کے قیام میں بڑی مفید ثابت ہو گی۔ روس اس کے تحفظ کے لئے کوشش کرے گا۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ باہمی مفاہمت ہو۔ ماسکو کے اخبارات نے بھی اس بات کے نتائج کا پُرجوش سواگت کیا ہے۔ بیان کیا جا رہا ہے کہ اس کانفرنس کے نتیجہ کے طور پر روس اور امریکہ دو ملکوں کے درمیان نہایت سوجھ بوجھ پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ دونوں ملکوں کے درمیان بہت سوجھ بوجھ پیدا ہوئی ہے۔ ایک روسی ترجمان نے بھی کہا ہے کہ مسٹر خروشچیف بات چیت پر مطمئن ہیں۔

نئی دہلی ۵؍جون۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وہ منالی میں سیر کی غرض سے جاتے وقت اپنے ساتھ کچھ پرانے خطوط لے جائیں گے۔ انہیں پھر سے پڑھیں گے اور ایڈٹ کریں گے۔ غالباً انہیں بعد میں شائع کر دیا جائے گا۔ ان خطوط میں مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو کی طرف سے لکھے ہوئے خطوط شامل ہیں۔ اور انہوں نے کئی برس سے ان کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ واضح رہے کہ پنڈت نہرو اس سے پہلے بھی کچھ پرانے خطوط کتابی شکل میں چھپوا چکے ہیں۔

نئی دہلی ۵؍جون۔ کامن ویلتھ کی تعلیمی میل کمیشن نے لندن میں اعلان کیا ہے کہ حکومت ہند کی دعوت پر کامن ویلتھ کے ممالک دوسری تعلیمی کانفرنس [illegible] نئی دہلی میں بیروار ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو شروع ہو کر یوم جمہوریہ سے ایک روز قبل بیروار ۲۵ جنوری کو ختم ہو جائے گی۔ کانفرنس کا مقصد دولت مشترکہ میں تعلیمی تعاون بڑھانا ہے۔

کپورتھلہ ۵؍جون۔ چیف منسٹر شری کیروں نے کل دریائے بیاس پر ۳ میل لمبے حفاظتی بند کا معائنہ کیا۔ جسے حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے۔ یہ بند دھسی بند کا توسیعی حصہ ہے۔ اور تلونڈی چودھریاں سے لے کر آبل کلاں کے علاقہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ شری کیروں نے کہا کہ یہ توسیعی بند سلطانپور تحصیل کے تمام دیہات کو بیاس کی طغیانی سے بچائے گا اور اس طرح کاشت شدہ اراضی بربادی سے بچ جائے گی۔ دیہاتیوں کے اصرار پر چیف منسٹر سلطانپور پہنچے اور حکم دیا کہ برسات سے پہلے پہلے توسیعی بند کا ایک میل کا بقایا حصہ بھی مکمل کیا جائے۔

ملتان ۵؍جون۔ مغربی پاکستان سرکار نے تمام ضلعی حکام کو ہدایت کی ہے کہ سابق سیاسی جماعتوں کے خفیہ سرمایہ کا سراغ لگا کر اسے ضبط کر لیا جائے۔ کیونکہ حکومت کو معلوم ہوا ہے کہ بعض کالعدم سیاسی جماعتیں اپنے اس خفیہ سرمایہ کی بدولت اب تک تخریبی کارروائیوں میں مشغول ہیں۔ واضح رہے کہ ابتداء میں جب سیاسی جماعتوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگی تھی تو اس وقت ان کا ایسا سرمایہ ضبط کر لیا گیا تھا۔ جو ان کے نام سے بنکوں میں جمع تھا۔ لیکن ان کا سرمایہ محفوظ رہ گیا تھا جو مقتدر سیاسی لیڈروں کے نام پر بنکوں میں جمع تھا۔ اس وقت اس سرمایہ کی تحقیقات وقت طلب تھی۔ مگر اب اس امر کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ ایسے سیاسی لیڈروں کا سراغ لگایا جائے جو سابق سیاسی جماعتوں کی دولت کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ان سیاسی جماعتوں کے اس خفیہ سرمایہ کو ضبط کرنے کے بعد معاشرتی بہبود کے کاموں پر صرف کیا جائے گا۔